# اتحادِ ملّت

# ذوالقرنین

کا

# اصولی تصوّر

غلام اعظم

جان کر اقتدارِ ملّت پر اپنے متحد حملہ کی شدید ضرب لگا دی۔ اب امامت تو شہود کی سطح سے اوپر بلند ہو چکی تھی لیکن قصدِ ولایت کی روحانی سطح سے قرآن پاک کی عرفانی حکمت کے سیاسی انداز نے اسلام کے کل فرقوں کو شجاعتِ اسلامی کی مجاہدانہ سطح پر متحد بناتے ہوئے دشمنوں کو شدید شکست کے ساتھ پسپا کر دیا

**مذہبی دھڑے بازی کا ابھار** ہوا و ہوس کی غیر مہذب طاقتوں کے اسلام قبول کر لینے اور غیر ملّی طاقتوں کے متحد حملہ کو پسپا کر دینے کے بعد مذہبی تفریق کی سطح پر ہوا و ہوس کی انگیخت تکمیل کو پہنچ کر ملّت کو دھڑے بازی میں مبتلا کرنے کا موجب بن گئی اور چونکہ زندگی کے سیاسی انداز کی سطح پر ملّی اور غیر ملّی کی تمیز مذہبی تفریق کے ملّی انداز نے ختم کر دی تھی اس لئے ملّت کی دھڑے بازی نے غیر ملّی اقوام کو بھی متاثر بنا دیا جس سے اُن کو بھی دھڑے بازی میں شامل ہونا پڑا اور عالمی زندگی کے سیاسی شعور کی سطح پر دنیا کا ہر ملک ہی دھڑے بازی کا شکار ہو گیا۔ دھڑے بازی کے ملّی حالات کی پریشان کُن صورت میں خلوص و وفا کی سیاسی سطح پر اُس کو فرد کرنے کے لئے رُشد آموزی کے خضریؑ ابھار کی روحانی انگیخت بھی امری طور پر لازمی ہو چکی تھی جس کے حکیمانہ قصد کا صلح آفرین انداز مذہبی افتراق سے بلند تر صدق و صفا کی روحانی سطح پر اولیائے کرام کے ایک اسلام پرور طبقہ کو معرضِ وجود میں لانے کا باعث بن گیا۔ اولیائے کرام کی روحانی کوششوں نے صلح و اتحاد کی تخلیق کے لئے خلوص و وفا کی عوامی سطح پر سیاسی سوچ بچار کے ادراکی شعور کو اسلامی حکمت کے عرفانی انداز سے منوّر بنانا شروع کر دیا جس سے ملّی اور غیر ملّی ہر دو قسم کے عوامی اثر و رسوخ میں ذوالقرنین کی سیاسی تمکین کا مثالی ابھار پیدا ہو گیا۔ اسلامی حکمت کے عرفان آموز ابھار کی تکمیل اقتدار کی ہر سطح پر اور عوامی رسوخ کی ہر صورت میں امن و اتحاد پیدا کرنے کا انقلابی سبب بن گئی اور حیاتِ انسانی کی ملّی سطح پر اسرارِ ولایت کے حکیمانہ شعور نے پھر ایک دفعہ امن و اتحاد کا ذوالقرنینی چراغ عالم افروز بنا دیا۔ اور ہوا و ہوس کی امن دشمن طاقتیں امن و صلح کے سیاسی دائرہ سے باہر دھکیل دی گئیں۔ اولیائے کرام نے اپنی رشد آموزی کے روحانی لہجہ میں ذوالقرنین کی اس تاکید کو جو اس نے تعمیرِ دین و ملّت کے مدعوی دیوار میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد انقلابِ حیات کے دائمی قطر پر

Marfat.com

اپنے وفادار ساتھیوں کو کی تھی زوردار طور پر پھر دُہرا دیا

خلوص و وفا کی سطح پر تو امن و صلح کا اخلاقی ابھار عمل میں آتا ہے لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر پھوٹ اور فساد کی خود غرضانہ انگیخت عمل پذیر ہوتی ہے۔ خلوص و وفا کی سطح پر امن و صلح کا اتحاد آفرین ابھار تکمیل کو پہنچ کر حق تعالےٰ کی انقلابی اور الہامی حکمت کا وصول عمل میں لاتا ہے اور ہوا و ہوس کی سطح پر پھوٹ کا ابھار عیاری کو جنم دیتا ہے۔ خلوص و وفا کی جانب پر اسلام کی رشد آموزی اسرارِ ولایت کے خضری انداز میں کام کرتی ہے اور ہوا و ہوس کی جانب پر مذہبی عیاری کا توہم انگیز انداز ضلالت کے بلعمی شعور سے عمل پذیر ہوتا ہے۔ خلوص و وفا کی جانب پر اسلامی حکمت درخشاں ہوتی ہے اور ہوا و ہوس کی سطح پر شیطانی ظلمت برپا ہوتی ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر شیطان کی فساد انگیز طاقتیں اپنے طبعی زور کو پہنچ کر یاجوج و ماجوج کی شکل اختیار کرتی ہیں لیکن خلوص و وفا کی صلح آفرین حکمت کا روحانی ابھار اقتدار کی سطح پر تکمیل کو پہنچ کر ذوالقرنین کا رُوپ دھارتا ہے۔ خلوص و وفا کی این جہانی اور ابتدائی حقیقت بھی جنت ہے اور آں جہانی اور آخری حقیقت بھی جنت ہے اور ہوا و ہوس کی این جہانی حقیقت بھی جہنم ہے اور آں جہانی حقیقت بھی جہنم ہے

## دھڑے بازی کے فرد ہو جانے کے بعد

مذہبی دھڑے بازی کے فرد ہو جانے پر خلوص و وفا کی سطح پر قصدِ ولایت کی رشد آموزی کے حکیمانہ انداز نے امن و صلح کی محافظت کا ذمہ اپنے سر لے لیا لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر جہل و شر کی فساد انگیز طاقتیں جو وقتی طور پر خلوص و وفا کے صلح آفرین انداز میں دب گئی تھیں یا امن و صلح کی آئینی حدود سے باہر دھکیل دی گئی تھیں درپردہ طور پر اپنی اپنی عیارانہ چالبازیوں میں مصروف ہو گئیں یہاں تک کہ جب ہوا و ہوس کا عوامی ابھار جو انحطاطِ ملت کے ساتھ ہی ساتھ بڑھتا چلا آ رہا تھا اپنی تکمیل کو پہنچ کر جہل و شر کی فساد انگیزی کے طبعی انداز کو مکمل کرنے کا باعث بن گیا اور پھر فساد انگیزی کی طاقتوں نے جہل و شر کے دور میں تکمیل کو پہنچ کر یاجوج و ماجوج کی شکل اختیار کر لی تو پھر خلوص و وفا کی جانب پر اُن طاقتوں کے خلاف ملامت کا عملی ابھار انگیخت پذیر ہو گیا۔ جہل و شر کی عوامی سطح سے ہوا و ہوس کا وہ مذہبی اور مجلسی اثر و رسوخ بھی جو جہل و شر کی جابر طاقتوں کے مقابلہ میں دب چکا اور اُن کے جابرانہ سلوک سے مجبور اور تنگ ہو چکا تھا اُس ملامت میں شامل ہو گیا جس سے خلوص و وفا اور ہوا و ہوس

Marfat.com

کے عوامی انداز میں یک سوئی اور یک جہتی پیدا ہو کر حیاتِ انسانی کو آزادی کے صلح پذیر انداز کی عالمی سطح پر پہنچانے کا باعث بن گئی۔ انقلابِ حیات کے دائمی قطر پر تعمیرِ دین وحیات کے موسوی دور میں آزادی کی ابتدائی سطح پر پہنچ جانے کے بعد ہوا و ہوس کی عوامی طاقتیں خلوص و وفا سے علیحدہ ہو کر اقتدار پر مسلط ہو گئیں تو سیاسی خود غرضی نے ان میں پھوٹ اور دھڑے بازی کا ابھار پیدا کر دیا جس نے زندگی کے موجودہ مرحلہ پر دنیا میں ہر جگہ بے چینی پیدا کر رکھی ہے۔ بعض جگہ پر تو حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے افتراقِ شکن غضب نے پھوٹ اور فساد کو فرو کرتے ہوئے ذوالقرنین کے لئے امن و صلح کی انقلابی راہ بھی صاف کر دی ہے۔ لیکن اکثر جگہ پر وہ راہ ابھی صاف نہیں ہوئی اور دھڑے بازی نے حیاتِ انسانی کی ہر اونچی نیچی سطح کو اپنی دلبوچ میں لے رکھا ہے۔ دھڑے بازی کو فرو کرنے کے لئے خلوص و وفا کی با اقتدار سطح پر حق تعالےٰ کی روحانی حکمت کے خضری انداز کا ذوالقرنین کی صورت اختیار کر لینا بھی اب حق تعالےٰ کے انقلابی آئین کی امری اقتضاء میں ہے

دنیا میں ہوا و ہوس کی اونچی نیچی ہر سطح پر فساد انگیزی کی چھوٹی بڑی طاقتوں نے یاجوج و ماجوج کا روپ دھار رکھا ہے اور خلوص و وفا کی اونچی نیچی ہر سطح پر ذوالقرنین کے تمکینی سبب کا تخلیقی مواد بھی ہر جگہ موجود ہو چکا ہے لیکن ان دونو طرفوں کو عالمی آزادیوں کے مشاورتی انداز کی سطح پر امنِ عالم کی محافظات کے مقصد یا بہانہ سے حیاتِ انسانی کے اجتماعی نفس میں اس کے بے سکون قلب کو متاثر بنانے کا یکساں حق حاصل ہے اس لئے ذوالقرنین کی امن آفرین ترکیب کے اصولی انداز کا نفاذ عمل میں آجانے سے پیشتر ان دونو طرفوں میں عملی تمیز کا پیدا ہونا محال ہے۔ اور چونکہ ان دونو طرفوں کی عملی شناخت کا شہود میں آجانا انقلابِ حیات کے امری آئین کا اصولی التزام ہے لہٰذا حیاتِ انسانی کے کسی نہ کسی بلی گوشہ سے جو اس مقصد کے لئے ہر طرح کی امری موزونیت سے بہرہ ور ہو چکا ہو حق تعالےٰ کی امن آفرین حکمت کا ذوالقرنین کی حیثیت اختیار کرتے ہوئے دھڑے بازی کے مقابلہ میں اس کو فرو کرنے کی نیت سے ڈٹ جانا بھی اب قدرتی طور پر لازمی ہو چکا ہے۔ انقلابِ حیات کے پہلے محور پر تعمیرِ دین و حیات کے موسوی دور میں جو آج دوسری دفعہ دنیا میں عود کر آیا ہے۔ ذوالقرنین کے دھڑے بازی کو فرو کر لینے کے بعد حق تعالےٰ کی الہامی روشنی کا فرد کی ابتدائی پختہ ہو کر داؤدی و سلیمانی اور عیسوی منزلوں پر اضافہ پذیر ہوتے ہوئے قرآن پاک کی عالم افروز صورت میں

Marfat.com

تکمیل کو پہنچا تھا اور ہوا و ہوس کی فساد انگیز طاقتوں کو بھی جن کو ذوالقرنین نے زندگی کے پُرامن دائرہ سے باہر یاجوج و ماجوج کی مردود حیثیت میں مسدود بنا دیا تھا اُن منزلوں پر کسی نہ کسی عیّارانہ صورت میں اپنے جزئی اور ناکام خروج کا موقعہ ملتا رہا لیکن اب قرآن پاک کی موجودگی میں جو تورات، زبور اور انجیل کے علاوہ دنیا کے کل مذاہب کی اصل حقیقت کا روحانی تتمّہ ہے حق تعالےٰ کی الہامی روشنی کا جو ذوالقرنین کے انقلابی دور ہی میں یا اس سے بھی پہلے اسرارِ ولایت کی سطح پر رشد آموزی کے خضری انداز میں ابتدا پذیر ہو جاتی ہے بہ یک وقت ہی قرآن پاک کے اصل مفہوم کی صورت اختیار کر لینا لازمی امر ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ دھڑے بازی کی فساد انگیز طاقتوں کا موجودہ اُبھار یاجوج و ماجوج کا آخری خروج ثابت ہو اور اُن کو امن و صلح کے حیات افروز دائرہ سے باہر مسدود بنانے میں داؤدؑ و سلیمانؑ اور عیسےٰؑ علیہم السلام کی نبوتوں کا روحانی اثر قرآن پاک کی امری وساطت سے ذوالقرنین ہی کی اسلامی حکمت میں شامل ہو جائے اور یاجوج و ماجوج صدفین کی طرف بند کئے جانے کی بجائے جہنم کے کنارے پر پہنچا دئے جائیں اور وہاں سے وہ آپس میں لڑ بھڑ کر جہنم میں گرنا شروع کر دیں۔ اور اگر عالمی دھڑے بازی کے موجودہ دور میں بھی اُن کو صدفین ہی کے پیچھے بند کیا گیا تو وہ بھی اُن کے اور اُن کے ساتھیوں کے لئے جہنم ہی کا کنارہ ثابت ہوگا جس میں وہ امامت کی سطح پر شانِ محمدؐ کا دوسرا شہود عمل میں آنے سے پہلے پہلے گر چکے ہوں گے اور ہوا و ہوس کی جانب پر اُن کا بقیہ شانِ امامت کی دین افروزی کے دوران میں ختم ہو جائے گا

**یاجوج و ماجوج کا زمین میں پھیل جانا اور نتائجِ اعمال کے نفاذ کا نفخِ صور کی شکل اختیار کرنا**

دھڑے بازی کے موجودہ دور میں ہوا و ہوس کے عیّارانہ اثر و رسوخ کی افراتفی انگیز طاقتیں جو حیاتِ انسانی کی ہر اونچی نیچی سطح پر اپنے خود غرضانہ مقاصد کو پورا کرنے کی غرض سے درپردہ طور پر فساد برپا کرنے کی فکری جدوجہد میں مصروف رہتی ہیں۔ اپنے طبعی شعور کی تکمیل پر پہنچ کر آئندہ کسی بھی موزوں وقت پر امنِ عالم کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دیں تو اُن کا وہ امن کش اقدام یقیناً یاجوج و ماجوج کا خروج ہوگا جس کے زلیست کش وقوع سے بچنے یا زلیستِ عالم کو اُس کے مرگ آفرین نتائج سے محفوظ بنانے کی خاطر اسرارِ ولایت کی رشد آموز سطح سے قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کا شہود پذیر ہو کر ملّت

Marfat.com

کے مذہبی شعور کو منوّر بنانا اور افکارِ ملّت کے سیاسی انداز کی انتشار زدہ سطح پر ذوالقرنین کی امن آفرین تمکین کے حکمت پذیر مواد کی تخلیق عمل میں لانا امری طور پر لازمی اور اشد طور پر ضروری ہو چکا ہے یاجوج وماجوج کے عالم سوز ہنگامہ کی خبر جس کا وقوع روزِ جزا کے قریب پہنچ کر عمل میں آنے والا ہے شانِ نبوت اور امامت کے صداقت افروز مقام سے بھی نشر ہو چکی ہے اور اسرارِ ولایت کی حکمت افروز سطح سے ذوالقرنین کی معرفت بھی پہنچتی رہی ہے۔ اور وہ خبر یہ ہے کہ

خلوص و وفا کی جانب پر وہ سب لوگ جو امن و صلح کے اتحاد آفرین تابوت میں محفوظ بنا دیئے گئے ہیں اور جن کے دلوں میں حقیقی اتحاد کی پیاس ہمیشہ موجود رہتی ہے پھر بھی ہوا و ہوس کے ارتداد آفرین ظلمات میں مبتلا ہوں گے اور جب اُن تاریکیوں کے افتراق انگیز طوفان سے آگے نکل کر اسلامی حقیقت کے آبِ حیات پر جا پہنچے تو ہوا و ہوس کی افتراق پذیر سطح پر باقی رہ جانے والے لوگ جو وقتی مصلحت کے تحت صلح و اتحاد کی امن آفرین ترکیب میں شامل ہو جایا کرتے ہیں اپنے اُن ساتھیوں سے ملنے کی خاطر جن کو ہر ذوالقرنین ترکیبِ امن کے آئینی دائرہ سے باہر دھکیل دیا کرتا اور یاجوج وماجوج کی حیثیت میں صدفین کے پیچھے بند کر دیا کرتا ہے پھر بھی دھڑے بازی کا عملی انداز اختیار کریں گے اور جب اُن کی افتراق انگیزی کے امن سوز انداز نے یاجوج وماجوج کی راہ کھول دی تو وہ اُن سے بچھڑے ہوئے رفیقوں کی طرح بغل گیر ہوں گے۔ تب پُر امن زندگی کی جگہ انتشار مسلّط ہو جائے گا اور دھڑے بازی اپنی شدت کے اسی درجہ پر پہنچ جائے گی جس سے محفوظ بنانے کی خاطر حق تعالےٰ کی انقلابی حکمت کا خضری انداز ذوالقرنین کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اُس وقت کے پُر آشوب حالات کی قیامت خیز صورت حق تعالےٰ کے امری صور میں نتائجِ اعمال کے جزا انگیز انداز کی جبری پھونک ثابت ہو گی جس کے لازمی اثر سے لوگ انتشار کی حالت میں اپنے اپنے انقلاب پذیر رجحانات کے مطابق مختلف گروہوں اور مختلف جتھوں کی اجر پذیر صورت میں منتشر ہو جائیں گے۔ اُن کے انتشار پذیر انہماک کی وہ پریشان کن صورت کسی مقصد کو پورا کرنے کی ارادتی غرض سے نہیں بلکہ اپنے اپنے اُن اعمال کا نتیجہ بھگتنے کے لئے وقوع پذیر ہو گی جو اُن سے ترکیبِ زیست کے پُر امن انداز کو نقصان پہنچانے کے لئے جہل و شر کے زیست کُش اثر کے تحت سرزد ہوتے رہے

صدق و صفا کی روحانی سطح پر اہلِ بصیرت کو ذوالقرنین کی طرح حق تعالےٰ کی خضری حکمت کا یہ

مستقبل افروز راز اب بھی معلوم ہے کہ ہوا و ہوس کی سطح پر جو لوگ وقتی مصلحت کے تحت ترکیبِ زیست کے صلح آفرین ڈھانچہ میں جاگزیں ہو جاتے ہیں اُن کے دلوں میں ہوا و ہوس کے ساتھ ہی خلوص و وفا کا شائبہ بھی ابھی موجود ہی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ صلح و اتحاد کی ترکیب میں بآسانی جکڑے جا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ خلوص و وفا کا وہ شائبہ زندگی کے تلخ تجربات سے گذرنے کے بعد اُن میں سے بعض کے اخلاقی انداز کو ہوا و ہوس کے خاصہ سے کلی نجات دلانے کا طبعی باعث بن جائے لیکن اُن میں سے اکثر کی فطرت پر ہوا و ہوس کا تسلط استقلال پذیر ہو چکا ہے۔ جب وہ استقلال مکمل ہو گیا تو حق تعالےٰ کی امری قرنا سے صورتِ حالات کی مہیب آواز کا اثر اُن میں اس امر کی جبری انگیخت پیدا کر دے گا کہ یاجوج و ماجوج میں سے جو اُس آواز کے ساتھ ہی کھل چکے ہوں گے اپنا اپنا ہم مشرب قرین تلاش کر لیں اور اُس سے مل جائیں۔

جن لوگوں کو ہوا و ہوس کی جانب سے دائرۂ امن کے اندر امن و صلح کے آئینی انداز کی شرف آموز ترکیب میں کسی نہ کسی طرح سے داخلہ مل جاتا ہے۔ اُن کے دلوں اور دماغوں میں ہوا و ہوس کے افتراق انگیز شعور کا طبعی انداز بدل نہیں جاتا۔ وہ یاجوج و ماجوج کے چھوٹے بھائی ہیں جو امن و صلح کے ترکیبی دائرہ کے اندر اپنے اپنے ذاتی مفاد کی خاطر در پردہ طور پر افتراق کی آتش کو ہوا دیتے رہتے ہیں اور اس طرح اپنے بڑے بھائیوں کی راہ صاف کرتے رہتے ہیں۔ یاجوج و ماجوج اُن کے بڑے بھائی ہیں جو انسانیت کے اخلاقی ڈھانچہ سے نکل کر اپنی فطرت کو ہوا و ہوس کے مکمل قبضہ میں دے چکے ہیں اور افتراق و تشتت کی کل منزلوں کو طے کر لینے کے بعد بغض و عناد کی ستم آفرین سطح پر درندگی کی خو اختیار کر چکے ہیں۔ اُن کی چھوٹی بڑی کئی قسمیں ہیں لیکن ستم گری اور خونخواری کا وصف اُن سب میں یکساں ہے۔ قدیم زبانوں میں تو ایسے لوگوں کو ملک بدر اور شہر بدر کر دیا جاتا تھا یا زندگی کے پُرامن دائرہ سے وہ خود ہی مجبور ہو کر نکل جاتے اور جنگلی جانوروں کے پڑوس میں جا کر وحشیانہ زندگی بسر کرنا شروع کر دیتے لیکن نبوت کے آخری دور میں رحمۃ للعالمین کی شانِ کریمی کا رحمت رساں اثر اُن جنگلوں میں دوبارہ جا پہنچا اور وہ اس اثر کے تحت آہستہ آہستہ دائرۂ تہذیب میں واپس آنا شروع ہو گئے۔ امن کے وہ ایسے دشمن زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح پر آج بھی موجود اور آئین و قانون کی انتشار خوردہ دیواروں کے پیچھے بند ہیں۔ وہ دیواریں فکرِ انسانی کے مشاورتی شعور سے بنا پذیر ہوتی ہیں جن کو باہر سے یاجوج و ماجوج نے اور اندر سے اُن کے چھوٹے بھائیوں نے ہوا و ہوس کی افتراق انگیز زبان سے عیارانہ انداز میں چاٹنا شروع کر رکھا ہے

# جہنّم کا مُنکروں کے رُوبرُو لایا جانا

نظامِ کائینات میں حیاتِ انسانی کے ترکیبی انداز کی وہ بلند سطح جس پر پہنچ کر انسان زندگی کی جانفزا راحتوں اور رُوح پرور لذّتوں سے واصل ہوتا ہے اس جہان میں بھی جنّت ہے اور اُس جہان میں بھی جنّت ہے جو لوگ اِس جہان میں وہ جنت حاصل کر لیتے ہیں اُس جہان میں بھی جنتی قرار دیے جاتے ہیں۔ جنّت کے برعکس زندگی کی سب سے نچلی سطح پر ذلّت و خواری کا وہ تاریک گڑھا جس میں گِر کر خواہشاتِ نفس کی دنایت پذیر شدّت انسانی معاشرہ کو بغض و عناد کے مہلک مرض میں مبتلا کر دیتی ہے دنیا میں بھی جہنّم ہے اور عُقبےٰ میں بھی جہنّم ہے۔ اس جہان کا جہنمی عقبےٰ میں بھی جہنمی ہوتا ہے

جب بعض متحقق قوموں کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے ذلت و خواری کے اُس گڑھے سے نکال کر جو جہلِ دشر کی سطح پر دونو جہان کا جہنّم یا اس جہنّم کا کنارہ ہے آزادی کی جنّتی سطح پر پہنچا دیا تو اس سطح پر پہنچ کر ہوا و ہوس کی شدّت پذیر افتراق انگیزی نے اُن کو دوبارہ پھوٹ میں مبتلا کر دیا اور وہ آزادی کی اُس جنّتی سطح سے گر کر دوبارہ تباہی کے کنارہ پر پہنچ گئیں۔ حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے اُن لوگوں کی خاطر سے جن کے دلوں میں جنّت میں جاگزیں رہنے کا صحیح قصد موجود تھا اور جو کسی طور بھی تباہی کے گڑھے میں گرائے جانے کے سزاوار نہ تھے اُن قوموں کو زندگی کی اسی سطح پر تھام لیا اور اچھے بُرے میں تمیز پیدا کرنے کی خاطر اُن سب کو زندگی کے مشاورتی انداز کی عالمی سطح پر اکٹھا کر دیا۔ اُس سطح پر ہوا و ہوس کے اختلاف انگیز اثر نے اُن کے فکری شعور کو متاثر بناتے ہوئے اُن میں گروپ بندی کا ابھار عمل پذیر بنا دیا۔ اب اقوامِ عالم کے نظریاتی اختلافات نے شدت پذیر ہو کر اُن کی گروپ بندی کو دھڑے بندی کی صورت میں بدل دیا ہے جس سے زندگی کی دیگر ہر سطح بھی پورے طور پر متاثر ہو رہی ہے۔ دھڑے بازی کی ہر اونچی نیچی سطح پر خلوص و وفا کی جانب سے لوگ تنگ اور مجبور ہو رہے ہیں اور ہوا و ہوس کی سطح پر اپنے خود غرضانہ مقاصد سے محروم رہ جانے والے لوگ اور قومیں بھی بے چینی میں مبتلا اور دھڑے بازی کے خلاف با خلوص و وفا لوگوں کا ساتھ دینے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ خلوص و وفا کی ملّی جانب پر فکرِ انسانی کی ادا کی استعداد اسلام کی حقیقی روشنی سے منوّر اور غیر ملّی جانب پر مذہبی صداقت کے صلح پذیر ابھار سے متاثر ہو کر بڑی اتحاد

کی امری ساخت میں مصروف ہو چکی ہے اور ہوا و ہوس کی جانب سے غیر اسلامی۔ غیر ملّی اور غیر مذہبی نظریات کی ارتداد آفرین شدّت حیاتِ انسانی کو بے چینی اور بد حواسی میں مبتلا بناتے ہوئے جہل و شر کی طرف نیچے کھینچ رہی ہے جہاں پہنچ کر جہنّم سامنے دکھائی دینے لگ جاتی ہے

قصدِ ولایت کی روحانی سطح پر جہاں اسلامی حکمت کا خضریؑ شعور ذوالقرنین کی تمکین کے امن آفرین سبب کی ساخت عمل میں لایا کرتا ہے با صدق و صفا لوگوں کے عرفان پذیر دلوں میں یہ حقیقت معلوم چلی آتی ہے کہ پہلے زمانوں میں تو دھڑے بازی کو ختم کرتے ہوئے امن کے دشمنوں کو صلح و اتحاد کی امن آفرین ترکیب سے باہر صدفین کی طرف مسدود بنانا ہوتا تھا لیکن جب حیات انسانی کے مجلسی شعور کا مشاورتی انداز تکمیل پر پہنچ گیا تو دھڑے بازی کا طبعی شعور مکمل ہو کر دھڑے بازی کی امن دشمن طاقتوں کو بھی اُن کے طبعی انداز کی امری سطح پر پہنچا دے گا اور اس وقت اُن کی سزا بھی اپنی آخری صورت اختیار کر چکی ہوگی۔ جب وہ بڑی افترا تفری کا ہنگامہ کسی بھی صورت میں برپا ہو جائے گا تو امن کے دشمن جو حیات انسانی کو آخری دموں پر پہنچانے کا موجب بنے ہوں گے جہنّم کی شکل میں اپنی سزا کو روبرو اپنے سامنے دیکھتے ہوں گے یا جوج و ماجوج کی افتراق انگیز اور انتشار آفرین قیادت زیست کشی کے نئے اور آخری روپ میں ہوا و ہوس کی شدت پذیر سطح پر مسلّط ہو جائے گی۔ دھڑے بازی کے پہلے وقتوں میں تو اُن کی قیادت کا مقصد افتراق و تشتت کے عملی میدان میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانا اور اس سے سبقت حاصل کرنا ہوتا تھا مگر اُس افترا تفری کے دوران میں اُن کی قیادت کا مقصد اپنے اپنے پیروؤں کو ساتھ لے کر ذلّت اور تباہی کے اُس عمیق گڑھے میں گرنا ہوگا جو جہنّم کی این جہانی شکل ہے اور اس میں گر کر اپنی بداعمالی کا مزا چکھنا اور چکھانا ہوگا۔ این جہانی جہنّم کی راہ سے پھر وہ آنجہانی جہنّم میں پہنچ جائیں گے

یاجوج و ماجوج کا جب وہ آخری خروج عمل میں آئے گا تو وہ اپنے چھوٹے بھائیوں اور دوستوں سے ملاقی ہوں گے اور اُن کے تن۔ من اور دھن پر مسلّط ہو جائیں گے۔ اُن کی اُس کُل دولت کو جو امن و صلح کے دور میں حق تعالےٰ کی عطا کردہ نعمت کے طور پر اُن کے پاس جمع ہو چکی ہوگی اور جس کو بچانے کے لئے اُن کی اہلیّت اس وقت ختم ہو چکی ہوگی صفا چٹ کر جائیں گے۔ یاجوج و ماجوج کی اُس بڑی ہنگامہ آرائی کے برپا ہو جانے سے پیشتر اسلامی حکمت کے روحانی انداز کی سطح پر اہل بصیرت

کا یہ فرض ہے کہ اقتدار کی سطح پر ذوالقرنین کی اتحاد آفرین تمکین کو معرضِ تخلیق میں لانے کی خاطر حیاتِ انسانی کے عوامی انداز کی سطح پر مذہبی سوچ بچار کے اسلامی ادراک کو قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی روشنی بہم پہنچانے کا اہتمام عمل میں لائیں۔ اور اقتدارِ ملّت کی ہر سطح پر ارکانِ قیادت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی موجودہ تمکین کے امن آفرین سبب کا پورا پورا زور خلوص و وفا کی ملّی۔ غیر ملّی۔ عوامی۔ قومی اور عالمی سطح کو اسلام کی حقیقی روشنی سے منوّر بنانے میں صرف کر دیں۔ اور ہر جگہ پر اسلامی اتحاد کی حقیقی انگیخت عمل میں لانے کی کوشش کریں جو صرف قرآن پاک کے اصل مفہوم کی روشنی میں ہی عمل پذیر ہو سکتی ہے۔ جب عالمی دھڑے بازی کی دونو طرفوں سے خلوص و وفا کا جنّتی مواد اسلامی اتحاد کی امری سطح پر پہنچ گیا تو یاجوج و ماجوج خود بخود جہنّم کے کنارے پر پہنچ جائیں گے اور غیر ملّی مذاہب کی سطح سے اٹھتی ہوئی روحانیت کی صداقت پذیر لہر کا مسیحائی انداز جو اسلامی اتحاد میں زور پیدا کرنے کی خاطر امری طور پر اس وقت انگیخت پذیر ہو گی یاجوج و ماجوج پر اپنا مرگ آفرین اثر نازل کر دے گا جس سے متاثر ہو کر وہ آپس میں لڑنا بھڑنا شروع کر دیں گے اور تباہی کے جہنّم میں گر کر خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ دوسری طرف خلوص و وفا کی سطح پر اسلامی اتحاد مکمل ہو کر امن و آزادی کی عالمی مشعل کا جنت افروز انداز اختیار کرے گا

قرآن پاک کے مقدّس ارشادات کی روشنی میں ذوالقرنین کا اصولی کردار بیان کر چکنے کے بعد اب ذوالقرنین کا روایتی قصّہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ دونو صورتوں میں اصولی تطابق کی تفہیم عمل میں لائی جا سکے

تیسری فصل

# ذوالقرنین کی کہانی

## (قدیم روایات کی روشنی میں)

ذوالقرنین مشرق سے مغرب تک کا بادشاہ تھا اور اسی لئے اس کو ذوالقرنین کہتے ہیں کہ وہ مشرق اور مغرب کے کنارے پھرا ہے اور یا یہ کہ اس کے زمانے میں لوگوں کے دو قرن گزرے یا اس

Marfat.com

کے تاج میں دو شاخیں تھیں یا وہ کریم الطرفین تھا اور یا علم ظاہر اور علم باطن دونو اس کو حاصل تھے یا دو گندھے ہوئے گیسو سر کے دونو طرف رکھتا تھا۔ اور بہت مشہور یہ بات ہے کہ وہ سکندر رومی تھا۔ اس کی نبوت میں اختلاف ہے

ہم نے اس کو زمین میں غلبہ کے سبب سے تمکین بخشی یعنی قدرت اور زور عطا کیا۔ ہر اُس چیز سے جس کی خلق محتاج تھی یا جو چیز ملک فتح کرنے اور دشمنوں سے مقابلہ کرنے میں کام آتی ہے یا جو وہ ہم سے چاہتا تھا ہم نے اسے ایک سبب سے دی کہ اس سبب سے وہ اسے حاصل ہو جاتی تھی

روایت کی گئی ہے کہ حق تعالےٰ نے نور اور ظلمت کو اس کے لئے مسخر بنا دیا تھا اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ حق تعالےٰ نے ابر کو ذوالقرنین کا فرمانبردار کر دیا تھا۔ ابر پر سوار ہو کر جہاں چاہتا جاتا جس دن روم سے نکل کر مصر کو فتح کیا اور حبشیوں سے لڑ کر اُن پر غالب ہُوا اور مغرب کا قصد کیا تو ایک سبب کے پیچھے چلا تا کہ مغرب میں پہنچ سکے اور اس سبب سے وسیلہ ڈھونڈتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب آفتاب غروب ہونے کی جگہ پر پہنچا یعنی مغرب کی آبادی کی حد پر تو اس نے آفتاب کو گندلے پانی کے چشمہ میں ڈوبتے ہوئے پایا جس میں مٹی ملی ہوئی تھی (بکر نے حَمِئَۃٍ کو حَمِیَّۃٍ بھی پڑھا ہے جس کے معنی گرم چشمہ کے ہیں) اور اس چشمہ کے پاس دریائے محیط غربی کے کنارے ایک گروہ کو پایا جس کو ناسک کہتے ہیں اور وہ بُت پرست تھے۔ اُن کی آنکھیں سبز۔ بال لال۔ بدن قوی اور مہیب جانوروں کی کھال پہنتے تھے۔ وحشی اور آبی جانوروں کا گوشت کھاتے

"ہم نے فرمایا یا یہ کہ اگر یہ قوم ایمان نہ لائے تو تو اس کو عذاب کرے گا یعنی قتل کر ڈالے گا اور یا یہ کہ ان کے باب میں اگر وہ ایمان لائے تو بھلائی اختیار کرے گا۔ ذوالقرنین نے کہا کہ مگر جو کوئی ظلم کرے یعنی اپنے کفر پر مُصِرّ رہے تو قریب ہے کہ ہم اسے عذاب کریں یعنی قتل کر ڈالیں اور یہ دنیا کا عذاب ہوگا اور پھر قیامت کے روز اپنے رب کی جزا کی طرف پھیرا جائے گا تو وہ اس کو سخت اور بُرا عذاب کرے گا جو عہد کئے گئے عذاب کی مثل نہ ہوگا اور جو کوئی ایمان لائے اور ایمان کے مطابق نیک عمل کرے تو اس کے واسطے دونو جہان میں اچھی جزا ہے اور قریب ہے کہ ہم اسے اپنے حکم سے یعنی جو کچھ ہم حکم کرتے ہیں اس میں سے اس کی طاقت کے مطابق آسان کام کہیں گے"

لکھا ہے کہ ذوالقرنین نے ظلمت یعنی تاریکی کا لشکر قوم ناسک پر متعین کیا یہاں تک کہ وہ

Marfat.com

لشکر اُس قوم کی آنکھوں میں اور کانوں میں گھس گیا اور وہ قوم پناہ مانگ کر اس کا ایمان لائی۔ پھر دوبارہ پیچھا کیا ایسے سبب کا کہ اس کے توسّل سے مشرق کو پہنچ سکے اور قوم ناسک کو اپنے ساتھ لے کر نور کا لشکر آگے روانہ کیا اور ظلمت کا پیچھے رکھا اور دکھن کی طرف متوجّہ ہو کر قوم ہاویل کو جو قطرِ یمن میں تھی مسخر کیا اور جس طرح قصۂ ناسک میں مذکور ہے اسی طرح مشرق کی طرف توجہ کی۔ یہاں تک کہ جب آفتاب نکلنے کی جگہ پر یعنی اس مقام پر پہنچا جہاں سے مشرق کی طرف آبادی شروع ہوتی ہے تو آفتاب کو پایا کہ ہر صبح کو نکلتا ہے اور اس کی شعاع ایسی قوم پر پڑتی ہے کہ ہم نے اس کے واسطے آفتاب کے سوا طلوع کے وقت دنیا میں سے کوئی پوشش یا لباس جو اُن لوگوں اور آفتاب کے درمیان آڑ اور حجاب ہو سکے پیدا نہیں کیا۔ اس واسطے کہ اُن کے پاس پوشش بھی نہ تھی اور اُن کی زمین اس قدر نرم تھی کہ اس پر دیوار اور کسی طرح کی آڑ ٹھیر نہ سکتی تھی۔ جب آفتاب نکلتا تو وہ لوگ تہ خانوں میں چلے جاتے یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوتے ڈھل جاتا تو وہ لوگ زمین کے نیچے سے نکلتے اور مچھلیاں پکڑ کر آفتاب سے بھون کر کھاتے اور یہ قوم منسک تھی۔ اُن کے ساتھ بھی ذوالقرنین نے ایسا ہی کیا جیسا کہ مغرب والوں کے ساتھ کیا تھا۔ یا اسی طرح سبب کی اتباع کی اور بائیں قطر کی طرف چلا۔ ایک قوم میں پہنچا کہ اس کو تاویل کہتے تھے۔ اُن کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو قوم ہاویل کے ساتھ کیا تھا۔ اور بے شک ہم نے اس چیز کو جو اُس کے پاس تھی یعنی جو لشکر اور لڑائی کے ہتھیار اور ملک گیری کے اسباب اس کے پاس جمع تھے آگاہی کی رُو سے اُن سب کو ہم گھیرے ہوئے تھے اور جانتے تھے۔

اس کے بعد ذوالقرنین ایک راہ میں سبب کے پیچھے داخل ہوا جو مشرق سے اُتر یعنی شمال کی طرف تھی یہاں تک کہ جب زمین ترک کی تمامی پر دو پہاڑوں کے بیچ پہنچا جن کی پشت پر یاجوج و ماجوج کی زمین ہے تو ان دونو پہاڑوں کے سامنے ایک گروہ کو عجیب غریب شکلوں اور صورتوں میں پایا۔ وہ اپنی کم فہمی کی وجہ سے کوئی بات نہ سمجھتے تھے اور ذوالقرنین کے لشکر سے بھی کوئی اُن کی بات نہ سمجھتا تھا۔ وہ لیے یعنی جو اُن کی باتوں کا ترجمہ کرتا تھا وہ بولا کہ اے ذوالقرنین! بے شک یاجوج و ماجوج کی قوم ہماری زمین میں تباہی ڈالنے والے ہیں کہ جب ان دونو پہاڑوں سے نکلتے ہیں ہری گھاس کی قسم سے جو پاتے ہیں کھا جاتے ہیں اور جو خشک چیز ہوتی ہے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور ہم سب کے چارپایوں کو مار کر کھا لیتے ہیں اور اگر چارپائے نہیں پاتے تو اُن کے عوض آدمیوں کو کھا جاتے ہیں

Marfat.com

یاجوج وماجوج یافث بن نوحؑ کی اولاد میں دو قبیلے ہیں۔ عین المعانی میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام کو احتلام ہُوا اور اُن کی منی خاک میں ملی تو اُن کو اس بات سے رنج ہُوا۔ حق تعالےٰ نے اُن کی خاک آلود منی سے یہ دو قومیں پیدا کر دیں۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ انبیاءؑ کو احتلام نہیں ہوتا۔ اُن کے نزدیک یہ قول ضعیف ہے۔ اس قوم کی شکلوں اور صورتوں میں اختلاف ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اُن میں سے بعضوں کے قد بالشت بالشت بھر کے ہیں اور بعضوں کے قد لمبے لمبے اور حدیث میں ہے کہ اُن میں سے ایک قسم کے لوگ درخت ازر کے مثل ہیں جو ولایت شام میں ہوتا ہے۔ اس درخت کی لمبائی ایک سو بیس گز ہوتی ہے اور بعضوں کا طول و عرض برابر ہے اور ایک قسم ایسی ہے کہ وہ لوگ ایک کان کا اوڑھنا اور ایک کا بچھونا کرتے ہیں

بہنگامِ خفتن بخسپند سیر — یکے گوش بالا و دیگر بزیر
شکن برشکن چینِ ابروئے شاں — کشاں ریش تا زیرِ زانوئے شاں
ندارند جز خواب و خور، ہیچ کار — نہ ہر یکے تا نہ زاید ہزار

غرض کہ اُس گروہ نے جو دو پہاڑوں کے سامنے تھا ذوالقرنین سے کہا کہ ہم قوم یاجوج وماجوج سے تنگ آگئے ہیں تو کیا ہم اپنے مالوں میں سے تیرے واسطے خرچ نکالیں اور مقرر کر دیں اس شرط پر کہ تو اُن کے اور ہمارے درمیان ایک آڑ بنا دے جو اُن کو باہر نکلنے سے روکے۔ ذوالقرنین نے کہا کہ جس چیز میں میرے رب نے مجھے دسترس دیا ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو تم مجھے دینا چاہتے ہو۔ تو قوت سے میری امداد کرو یعنی قوی لوگوں سے یا ایسی چیز سے جس کے سبب سے مجھے اس کام میں مدد ملے۔ تاکہ میں تمہارے اور اُن کے درمیان آڑ سخت کر دوں کہ اس میں سے بعض بعض پر مرکب ہے۔ میرے واسطے لوہے کے ٹکڑے لاؤ

لکھا ہے کہ ذوالقرنین کے حکم سے لوہے کی اینٹیں بنائی گئیں۔ جب اینٹیں بن چکیں تو حکم کیا کہ دو پہاڑوں کے درمیان کہ چار ہزار قدم کا فاصلہ ہے اس میں سینکڑ گز چوڑائی نیو کھودو۔ چنانچہ اتنی گہری نیو کھُدی کہ پانی نکل آیا۔ پھر زمین کی تہ میں پانی پر چٹان رکھی اور اس پر لوہے کی اینٹیں بچھا دیں۔ یہاں تک کہ جب برابر ہو گیا یعنی دونو پہاڑوں کے درمیان کھرنجا بن گیا تو ذوالقرنین کے حکم سے جلانے کی بہت سی لکڑیاں اس پر بچھا کر پھونکنے اور دھونکنے کی اِدھر اُدھر راہیں بنائیں اور ذوالقرنین نے حکم دیا کہ

لوہے کی اینٹوں میں پھونکو یہاں تک کہ جب اُن لوہے کی اینٹوں کو آگ کے مثل کر دیا تو کہا کہ پگھلا ہوا تانبا لاؤ تاکہ میں اس گرم لوہے پر ڈال دوں، اور اس طرح ڈیڑھ سو گز اونچی ایک دیوار پہاڑ کے مثل چکنی برابر ایک ڈال بنادی۔ پھر نہ تو یاجوج وماجوج اس سدّ پر اس کی بلندی اور چکنے پن کی وجہ سے چڑھ ہی سکے اور نہ اس کی سختی کے سبب سے اس میں سوراخ ہی کر سکے

ذوالقرنین نے کہا کہ یہ سدّ اور اس کو پورا کرنے کی قدرت اُن لوگوں پر میرے رب کی رحمت ہے جو یاجوج وماجوج کے فتنہ سے ڈرتے تھے۔ پھر یاجوج وماجوج کے نکلنے کی بابت میرے رب کا وعدہ آئے گا تو حق تعالےٰ اس سدّ کو زمین پر ہموار کر دے گا یعنی یاجوج وماجوج کی راہ سے اس کو اٹھالے گا۔ اور میرے رب کا وعدہ صحیح ہے۔ سدّ کے اوپر سے یاجوج وماجوج کا نکلنا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور حق تعالےٰ نے اُس دن چھوڑا ہوگا یاجوج وماجوج میں سے بعض کو کہ ازدحام کرتے ہوئے اور اضطراب کرتے ہوئے بعض دوسروں میں داخل ہوں گے اور بعض نے کہا ہے کہ قیامت کے دن تحیّر اور اضطراب کی وجہ سے آدمی اور جنات باہم مل جائیں گے۔ اور قیامت قائم ہونے کے واسطے صور میں پھونکا جائے گا۔ پھر حق تعالےٰ حساب اور جزا کے واسطے میدان حشر میں تمام خلق کو جمع کرے گا اور اُس دن حق تعالےٰ جہنّم کو کافروں کے واسطے ظاہر کر دے گا اور قبل از دخول دوزخ دوزخ کو ظاہر کرنا ڈرانے اور ہول دلانے کے واسطے ہوگا۔ وہ کافر جن کے دل کی آنکھیں غفلت کی وجہ سے میرے ذکر سے پردے میں رہیں۔ یعنی وہ آیتیں مشاہدہ کرنے سے جن کے سبب سے ایمان والوں کے نزدیک میں توحید اور تعظیم کے ساتھ یاد کیا جاتا ہوں غافل رہے اور حق بات سننے کی توفیق نہیں رکھتے تھے کیونکہ کافر تھے (تفسیر قادری)

---

# ذکرِ ذوالقرنین کا روایتی مفہوم

## (قرآن پاک کی اصول افروز روشنی میں)

قدیم روایات کی روشنی میں ذکرِ ذوالقرنین کی تفسیر جواد پر بیان کی گئی ہے تفسیر قادری سے نقل کی گئی ہے۔ تفسیر مذکور میں قرآن پاک کے مقدس ارشادات کا ترجمہ اور تفسیر قدیم روایات کی روشنی میں کی گئی ہے جس کو یہاں لفظی ترجمہ کے انداز سے یا محاورہ انداز کی صورت میں بدل کر نقل کر دیا گیا ہے

اگر یہ مان لیا جائے کہ قرآن پاک میں کسی گذرے ہوئے ایک ہی خاص بادشاہ کا ذکر کیا گیا ہے تو صرف اس صورت میں اُس کا تاریخی کھوج لگانے کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ معلوم کرنا ہوتا ہے کہ وہ کون تھا کس خاندان سے تھا۔ کب اور کہاں ہُوا۔ اس نے رعایا کی بہتری کے لئے کیا کچھ کیا۔ رعایا اس سے کس قدر خوش تھی۔ اس کا نظامِ حکومت کیسا تھا وغیرہ۔ لیکن اگر قرآن پاک کے متعلق اعتقاد کی صورت یہ ہے کہ اس میں حیاتِ انسانی کا اصولی نقشہ کھینچا گیا ہے تو ذوالقرنین حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ میں تعمیرِ دین و ملت کی ایک خاص منزل پر با اقتدار و با اختیار قیادت کی ایک خاص حیثیت کا اصولی نام ہے جو بدامنی اور فساد کے حالات کی ایک خاص صورت میں آئینِ فطرت کی اصولی اقتضاء کے مطابق وجود پذیر ہوتی ہے۔ اعتقاد کی اس صورت میں یہ ماننا پڑتا ہے کہ دھڑے بندی کی وہ صورت جس کو ذوالقرنین نے فرد کیا یا بدامنی کی وہ شکل جس کو دور کرنے کے لئے ذوالقرنین کی ہمت کام آئی انسانی زندگی میں جب بھی پیدا ہو گی اور اپنی امن سوز شدت کو پہنچ کر ہر ایک دھڑے میں تنگ آئے ہوئے مجبور عوام کے دلوں میں امن و صلح کی خواہش پیدا کرنے کا قدرتی موجب بن جائے گی تو اُن صلح جو اور امن پسند عوام کے دونوں فریقوں کو آپس میں متحد بنانے کے لئے صورتِ حالات کی قدرتی مُوافقت اور اصولی مطابقت کے بل پر جو بھی حکمران امن قائم کرنے میں کامیابی حاصل کرے گا وہ ذوالقرنین ہو گا اور یا اُس ذوالقرنین کا اصولی طور پر مثیل ہو گا جس کا ذکر قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ قدیم روایات کی روشنی میں بھی اس کے اصولی نام کی اہمیت واضح ہے۔ ایسی صورت میں اس بات کا تاریخی کھوج

Marfat.com

لگانے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ وہ ذوالقرنین جس کا قرآن پاک میں ذکر ارشاد فرمایا گیا ہے کون تھا۔ کب اور کہاں ہوا۔ بلکہ دھڑے بازی کو فرد کرنے اور امن کو بحال بنانے کی خاطر قرآن پاک میں بتائے ہوئے اصولی پروگرام پر عمل پیرا ہو کر کوئی بھی طاقت کامیابی کو پہنچ جائے تو وہ ذوالقرنین ہے۔ تاریخی تحقیق اگر ایسے بیسیوں بادشاہوں کا کھوج لگالے تو وہ سب ذوالقرنین ہوں گے۔ قرآن پاک میں جس ذوالقرنین کا ذکر ارشاد فرمایا گیا ہے وہ تعمیرِ دین وحیات کی ارتقائی راہ پر ایک خاص قیادت کا نام ہے جس نے اس راہ کے ایک خاص مرحلہ پر خاص حالات کی صورت میں ایک خاص طریق پر کام کیا۔ اگر اس ذوالقرنین کا تاریخی کھوج بھی لگانا ہو تو ادوارِ ماضیہ میں تعمیرِ دین وملت کی ارتقائی راہ اور اس راہ کے مختلف مرحلوں کو شناخت میں لانا ضروری ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ ان مرحلوں میں سے اس مرحلہ کا علمی تعین کیا جائے جس پر ذوالقرنین کی قیادت کے لئے حالاتِ زیست کی صورت میں اصولی اختصاص پیدا ہو چکا تھا۔ لیکن یہ مقصد صرف قرآن پاک کے اصولی مطالعہ ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ تاریخی تحقیق نے جن بادشاہوں پر ذوالقرنین ہونے کا گمان قائم کیا ہے ان سب میں امن آفرینی کا وصف تو موجود ہے جس کا انہوں نے عملی ثبوت بھی بہم پہنچایا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بادشاہ بھی انہی میں سے ایک ہو جس کا قرآن پاک میں ذکر ہے لیکن اگر خود کسی بادشاہ نے اپنا لقب ذوالقرنین تجویز کر لیا ہو اور حقیقتاً اس میں ذوالقرنین کا کوئی بھی اصولی وصف موجود نہ ہو اور نہ ہی اس نے امن قائم کرنے کے لئے کوئی خاص کارنامہ سرانجام دیا ہو تو وہ ذوالقرنین کہلانے کا کسی طرح بھی مستحق نہیں ہو سکتا

## ذکرِ ذوالقرنین کے روایتی اور اصولی مفہوم کا معنوی تطابق

دھڑے بازی ہوا و ہوس کی خصومت انگیز تپش سے پیدا ہوتی ہے۔ عوامی جذبات واحساسات کے خصومت زدہ سمندر میں دھڑے بازی کی وہ فکر سوز تپش قیادت کے افتراق انگیز انداز کے خلاف تسخیر کا خشم انگیز ابھار پیدا کر دیتی ہے جو دھڑے بازی کی عوامی فضا میں خلوص ووفا کے امن پسندانہ اثر ورسوخ کی بلند سطح پر ٹھنڈک پا کر ذوالقرنین کے خصومت کش عزم میں عسکریت کی اصول پر وطاقت کا عملی انداز اختیار کر لیتا ہے۔ ذوالقرنین کی عسکری طاقت کا وہ اصولی انداز ایک ایسا امر تھا جس پر سوار ہو کر وہ جہاں چاہتا جاتا۔ فکری قوتوں کے ادراک افروز انداز کی سطح پر فہم ودانش کی عوامی طاقتیں اور عملی قوتوں کے حکمت پذیر انداز کی سطح پر عوامی اثر ورسوخ

Marfat.com

کے تادینی شعور کی بااسباب طاقتیں دونو اُس کے لئے مسخر تھیں۔ گویا نور اور ظلمت دونو پر اُس کو اختیار حاصل تھا

دھڑے بازی کی حالت میں ہر دو دھڑوں کے مابین دو جذبے کارفرما ہوتے ہیں۔ ایک تو ہوا و ہوس کی جانب پر مخالفت اور دشمنی کا جذبہ ہوتا ہے جو دونو جانب پر مخاصمت میں شدت پیدا کرتا ہے اور دوسرا خلوص و وفا کی جانب پر صلح پذیری کا جذبہ ہوتا ہے جو دونو دھڑوں میں تنگ آئے ہوئے لوگوں میں کشش پیدا کرتا اور صلح کے خواہاں اُن دونو قرنوں کو آپس میں ملاتا ہے۔ افتراق پیدا کرنے والے رہنماؤں کا مقصد تو مخالفت اور دشمنی کے خصومت انگیز جذبہ سے پورا ہوتا ہے لیکن اُس کے خلاف صلح پذیری کا جذبہ ذوالقرنین کا وہ سبب یا صلح پسندوں کے دونو قرنوں کو آپس میں باندھنے کا وہ رسّہ ہے جس کو ذوالقرنین اپنی تمکین کا وسیلہ بناتا اور جس سے اپنی عملی پیش قدمی میں زور پیدا کرتا ہے۔ قدیم روایات میں سبب کو بابرکت چیز تو مانا گیا ہے لیکن اُس کی تشریح نہیں کی گئی۔

قدیم روایات میں مغرب الشمس اس جگہ کو قرار دیا گیا ہے جہاں آبادی ختم ہو جاتی ہے۔ انسانی زندگی اگر اپنے پُرامن انداز میں چل رہی ہو تو وہ آبادی کی صحیح صورت ہے اور جہاں اس کا پُرامن نظام ختم ہو جاتا ہے آبادی کی وہ صورت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ نظامِ زیست نظامِ شمسی کے منظّم اثر کی منعکس صورت ہے۔ جب تک نظامِ زیست کی پُرامن صورت برقرار رہتی ہے شمس کا خصومت انگیز تاثر اس کی ترکیب کے پُرامن انداز میں دبا رہتا ہے لیکن جب ہوا و ہوس کا خصومت پذیر خاصّہ اس ترکیب کو خصومت کے حوالے کر دیتا ہے تو پھر دھڑے بازی کا ابھار ناگزیر ہو جاتا ہے۔ شمس کا خصومت انگیز تاثر دھڑے بازی کی صورت اختیار کرنے کے بعد جب اپنی شدّت کے کمال پر پہنچ جاتا ہے تو خلوص و وفا کی سطح پر امن و صلح کی شدید خواہش حالات کی اصولی موزونیت سے طاقت پذیر ہو کر ذوالقرنین کی صورت اختیار کر لیتی اور نور و ظلمت کو مسخّر بنا لیتی ہے۔ امن و صلح کی شدید خواہش کا عملی اقدام ذوالقرنین کی قیادت میں زندگی کے اس مرحلہ پر پہنچ جاتا ہے جہاں زندگی کا خصومت زدہ نظام ختم ہوتا ہے اور شمس کا تخاصم انگیز تاثر فرد ہو جاتا ہے

روایات میں بتایا گیا ہے کہ وہ چشمہ جس میں شمس غروب ہو رہا تھا دریائے محیط غربی میں

Marfat.com

ایک گندلے پانی کا چشمہ تھا جس میں مٹی ملی ہوئی تھی۔ مختلف الخیال لوگوں کے خصومت زدہ جذبات و احساسات کے متحد الجھار سے ابلتے ہوئے چشمہ کو جس میں نئی زندگی کی مٹی خمیر پذیر ہو رہی تھی روایات کی زبان میں گندلے پانی کا چشمہ کہا جانا قرین قیاس ہے۔ وہ چشمہ جذبات و احساسات کے عوامی سمندر میں اس جگہ پر واقع ہے جہاں خصومت فرو ہوا کرتی ہے اس لئے اس سمندر کو دریائے غربی کہا گیا ہے۔

جن لوگوں کے جذبات و احساسات کی مضطرب حالت نے بحرِ محیط کی صورت اختیار کر رکھی تھی وہ کئی قسم کے مختلف نظریات کے پجاری تھے جن کے اختلافات کی شدت نے دھڑے بازی کو جنم دیا تھا۔ اُن مختلف قسم کے مصنوعی نظریات کا پجاری ہونے کی وجہ سے اُن کو بت پرست کہا گیا ہے۔ اُن نظریات کے غیر فطری انداز نے اُن کی اخلاقی صورتوں کو مختلف قسم کی غیر انسانی شکلوں میں بدل رکھا تھا اس لئے اُن کی روزی بھی قبیح اور وحشیانہ طریقوں سے پیدا ہوتی تھی اور چونکہ انہوں نے اپنی زندگیوں کو اپنے افتراق آفرین رہنماؤں کے ہاتھوں میں قربان کر رکھا تھا اس لئے اُن کو ناسک کہا گیا ہے ذوالقرنین نے اُن پر ظلمت کا تادیبی جبر استعمال کیا جس کے افتراق کُش کارناموں کو اُن کی آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سُنا اور اس طرح سے مرعوب ہو کر انہوں نے ذوالقرنین کے صلح آفرین مسلک کو قبول کر لیا

ذوالقرنین نے اپنی تمکین کے سبب کا پیچھا جاری رکھتے ہوئے آئندہ ناسک قوم کو اپنا ساتھی بنا لیا اور نور کا لشکر آگے رکھ کر اپنے صلح آفرین مقاصد کی حکمت پذیر وضاحت عمل میں لانا شروع کر دی اور ظلمت کا لشکر انکار عمل میں لانے والوں کی تشدد آمیز سرزنش کے لئے پیچھے پیچھے رکھا۔ اب اپنے سفر میں اُس نے زندگی کے انقلابی چکر کی دائیں جانب پر اُن لوگوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کی جو اُس کے حکیمانہ مسلک کو قبول کرتے ہوئے قطرِ ایمن پر پہنچ کر جنوب پذیر ہو گئے تھے۔ (اپنے اپنے فرقوں اور پارٹیوں میں علیحدگی اختیار کرنے اور ایک جانب پر ہونے لگ گئے تھے)۔ اُن لوگوں میں سے اکثر نے چونکہ ہبوط کی حالت میں ذوالقرنین کا مسلک قبول کیا تھا اس لئے اُن کو ہابیل کہا گیا ہے۔ اُن میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جن کی صلح پذیری خلوص و وفا کے اثر میں عمل پذیر ہوتی تھی۔ ذوالقرنین اپنے تمکینی سبب کا پیچھا جاری رکھے ہوئے مشرق میں اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں سے آبادی

Marfat.com

شروع ہوتی ہے یعنی نظامِ زیست کا جدید اُبھار عمل پذیر ہوتا ہے۔ مشرق میں پہنچ کر وہ لوگ جو پہلے دھڑے بازی کی قیادت کیا کرتے تھے اور پھر ذوالقرنین کے تادیبی جبر سے دب کر خاموش ہو گئے تھے اپنے آپ کو صلح پسند لوگوں کے اتحاد پذیر دباؤ میں بے بس پاکر شدید دُکھ میں مبتلا ہو گئے چونکہ دھڑے بازی کے دوران میں سادہ لوح عوام کی پُرامن زندگیوں کے عملی شعور کو وہ لوگ اپنے اپنے افتراق انگیز مسلک کی بھینٹ چڑھانے کے عادی تھے اس لئے اُن کو مُنسِک کے نام سے موسوم کیا گیا ہے

مشرق میں پہنچ کر شمس کے تخاصم انگیز تأثر نے مُنسکِ قوم کے دلوں میں طلوع فرما ہو کر صلح و اتحاد کے آئینی اقتدار در رسوخ کے خلاف حسد کی صورت اختیار کر لی تھی۔ زندگی کا کوئی طور بھی اُن کو اس حسد کی تپش سے بچا نہ سکتا تھا۔ روایت میں آیا ہے کہ شمس کی تپش سے بچنے کی خاطر وہ لوگ تہ خانوں میں گھس جاتے تھے۔ مطلب یہ کہ اپنے اپنے متفرق خیالات کو عوامی سوچ بچار کی صلح آفرین سطح سے نیچے اپنے دیگر چند دوستوں کی معیت میں چھپا کر رکھتے تھے اور جب کبھی موقعہ ملتا تو اُن خیالات کا اظہار بھی محتاط انداز میں کرتے جس کا اُن کو کچھ فائدہ نہ پہنچتا۔ مختلف الخیال لوگوں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے وہ کوئی جماعت بھی نہیں بنا سکتے تھے۔ ذوالقرنین کے ساتھیوں کو زندگی کی اس مخلوط الخیال حالت میں بھی حق تعالےٰ نے یک جہتی کا احاطہ کر رکھا تھا

مشرق سے آگے ذوالقرنین نے شمال یعنی بائیں طرف کا رُخ کیا۔ ہوا و ہوس کی اس جانب پر مختلف الخیال وہ لوگ جن کے دلوں میں دھڑے بازی کا اثر مُنسک لوگوں کی پس پردہ ترغیب سے دوبارہ انگیخت پذیر ہو رہا تھا سب آپس میں شامل اور اکٹھے تھے۔ روایات میں اُن کا نام تاویل بتایا گیا ہے۔ کیونکہ وہ زندگی کو افتراق پذیر اپنے پہلے ڈھب پر واپس لانا چاہتے تھے اور یا اس لئے کہ وہ عیّار اور ساحر تھے۔ آپس میں تو ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی عیّاری کا عمل جاری رکھتے لیکن ذوالقرنین کی انقلابی حکمت عملی کے خلاف سب اکٹھے تھے۔ ذوالقرنین نے تاویل کو بھی ہاویل کی طرح اپنے حال پر آزاد چھوڑ دیا۔ جب وہ سب لوگ اپنے اپنے آزادانہ رجحانات کی عملی حد کو پہنچ گئے تو اُن میں سے افتراق پسندوں کا ایک دوسرے کے خلاف دو گروہوں کی صورت میں بٹ جانا قدرتی امر تھا۔ قرآن پاک میں اُن دو گروہوں کو سدّین کا نام دیا گیا ہے کیونکہ اُن دو نو گروہوں کا مقصد ذوالقرنین کے خلاف

آپس میں دھڑے بندی کو بحال بنانا اور اس کی صلح آفرین حکمت عملی کی راہ میں رکاوٹ کھڑی کرنا تھا۔ روایات میں ان دو گروہوں کو دو جبل (جبلین) کہا گیا ہے۔ جبل کے معنی بااردات گروہ بھی ہوتے ہیں اور پہاڑ بھی ہوتے ہیں

---

## چوتھی فصل

# خضرؑ اور سکندر کا ہم سفر ہو کر آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچنا

## (قدیم روایات کی روشنی میں)

قدیم روایات میں موسےٰ علیہ السلام اور خضر علیہ الرحمۃ کی پُر اسرار ملاقات اور روحانی ہم سفری کا ذکر بھی تو کیا گیا ہے لیکن خضرؑ اور سکندر کی ہم سفری کا قصہ بہت مشہور ہے۔ ان روایات میں بتایا گیا ہے کہ خضر اور سکندر دونو آبِ حیات کی تلاش میں اکٹھے سفر پر نکلے۔ خشکی اور تری کے دشوار گذار مرحلوں کو طے کرنے کے بعد بحرِ ظلمات یا کوہِ قاف میں کہیں آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچے۔ خضرؑ تو آبِ حیات کو پی کر زندۂ جاوید ہو گئے لیکن سکندر آبِ حیات کے پینے سے محروم رہ گیا اور تشنگی کی حالت میں ہی واپس لوٹ آیا۔ روایات میں ان دونو کی ہم سفری کو کسی بھی صورت میں بیان کیا گیا ہو لیکن چونکہ سکندر کو ذوالقرنین مانا گیا ہے اس لئے ان دونو کے قصے کو ذوالقرنین کے اصولی ذکر کی روشنی میں بیان کر دینا بھی یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے

### حق تعالےٰ کی مذہبی حاکمیت کے اتحاد افروز انداز کی سطح پر دھڑے بازی کا ابھار

مذہب کی امری سطح پر ربوبیتِ حقہ کا اخلاقی انداز خلوص و وفا کی محبت افروزی پر بنا پذیر ہوتا ہے۔ محبت کی اتحاد انگیزی ہوا و ہوس کے منفی تاثرات کو دباریتی ہے تو عدل و انصاف کا حیات آفرین شعور مذہب کی حقیقی روح سے منور ہو کر اقتدار کی عالم افروز سطح پر پہنچ جاتا ہے۔ کسی گذرے ہوئے زمانے کا ذکر ہے کہ

مذہب اقتدار کی عالمی سطح پر اپنی حقیقی شان میں امن افروزی کرتا تھا۔ حیاتِ انسانی کی کُل طرفیں اُس سے فیض یاب ہوتی تھیں۔ اُس مذہب میں حق تعالےٰ کی حاکمیت کام کرتی تھی جس سے سب لوگ مطمئن تھے۔ پھر ایک ایسا وقت آیا کہ مذہبی اقتدار نے عبُودیّت کی محبت افروز اور عدل و انصاف کی امن پرور رُوح سے عاری ہو کر ہوا و ہوس کی سطح پر افتراق انگیز آمریّت کا تقدس سوز انداز اختیار کر لیا جس کی حمایت کے لئے مذہبی رہنماؤں میں سے اکثر نے عیّارانہ قیادت کا ملعمی اور سیاسی اہل کاروں میں سے اکثر نے سامری کا سحر آفرین روپ دھار لیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ مذہب کئی فرقوں میں بٹ گیا اور اُن فرقوں کا باہمی تعصّب اقتدار میں ضعف پیدا کرنے کا موجب بن گیا۔ یگانوں اور بے گانوں میں اُس اقتدار کے خلاف نفرت اور بے زاری پیدا ہو گئی۔ جب مذہب کی کمزور آمریّت کے خلاف اپنے اور پرائے بیزار اور نفور ہو کر سرکش ہونے لگ گئے تو اُن کی سرکشی نے آپس میں دھڑے بازی کی شکل اختیار کر لی۔ جہل و شر کی سطح سے تو شیطان نے مذہب کو عیّارانہ قیادت کے ملعمی اور سیاست کو سامری کے ساحرانہ شعُور کی گمراہ کُن سپردگی میں دے رکھا تھا لیکن خیر و برکت کی جانب سے حق تعالےٰ کی امری رُوح نے خلوص و وفا کی مذہبی اور سیاسی سطح پر صدق و صفا کے پسِ پردہ گوشوں میں اپنے حکمت افروز اثر کو اسرارِ ولایت کے خضریؑ انداز کی رُوحانی اور غیر مرئی پوشاک سے ملبوس بنا رکھا تھا۔ مذہب کی ملعمی قیادت تو اقتدار کی کمزوری کا باعث بن رہی تھی اور سامری کا ساحرانہ انداز زندگی کو تباہی کی طرف دھکیلنے کی خاطر فکرِ انسانی کی پست سطح پر غیر مذہبی نظریات کے تخاصم انگیز عجل کی ساخت عمل میں لا رہا تھا لیکن روحانی حکمت کے خضریؑ گوشوں سے اہلِ حق و صداقت کی امن شناس نظریں کسی ذوالقرنین کی تلاش میں اعیّار کے اس طبقے پر لگی ہوئی تھیں۔ جو دھڑے بازی کے شدید حالات کی عالم گیر صورت میں ہوا و ہوس کی مذہبی فضاؤں سے آمریّت کے اغیار سوز شمس کو فرد کرنے کے درپے ہو چکا تھا۔ آخر حق تعالےٰ کی امری رُوح نے ایک ایسی طاقت کا انتخاب کر لیا جس کے حکمت پذیر رسُوخ کا سیاسی انداز اسرارِ ولایت کی خضریؑ حکمت کے رُوحانی شعُور سے متأثر بنایا جا سکتا تھا۔ تخلیقِ امن و صلح کی خضریؑ حکمت نے اُس طاقت کے سیاسی تدبّر میں حلول کرتے ہوئے ذوالقرنین کا روپ دھار لیا۔ اور اس طرح سے خضرؑ اور ذوالقرنین دونوں اکٹھے ہو گئے

Marfat.com

## خضرؑ اور ذوالقرنین کی انقلابی ہم سفری کا آغاز

جب ذوالقرنین نے امن قائم کرنے کے عزم سے اپنا انقلابی سفر شروع کر دیا تو ہر ملک میں خلوص و وفا کی روحانی سطح پر خضریؑ حکمت کا صلح آفرین شعور اس کی تمکین کا امری سبب بن گیا۔ ذوالقرنین اُس سبب کا وسیلہ اختیار کرتے ہوئے ہر اس ملک پر قبضہ حاصل کرتا چلا گیا جو مذہبی آمریت کے خصومت انگیز شمس کی موافقانہ یا مخالفانہ اور مفید یا مضر تپش سے پریشانی اور اضطراب میں مبتلا ہو رہا تھا۔ اور یہ خضرؑ اور ذوالقرنین کا اکٹھا سفر تھا جس میں ذوالقرنین کو خضرؑ کی پوری پوری رہبری اور حمایت حاصل تھی۔ ذوالقرنین جہاں بھی پہنچتا۔ مذہب کا طلسمی رسوخ اور ساحری کا ساحرانہ انداز ذوالقرنین کی خضریؑ حکمت کے سامنے منہ کے بل گر پڑتے۔ اپنے انقلابی سفر کو جاری رکھتے ہوئے اور خضریؑ حکمت کے تمکین آفرین سبب کا پیچھا عمل میں لاتے ہوئے ذوالقرنین جب مغرب کے اس مقام پر پہنچ گیا جہاں زندگی کا عالمی نظام ختم ہو جاتا ہے تو اُس نے دیکھا کہ مذہبی آمریت کا آفتاب مذہب کی اصل روح کے ابھار کی چشمہ دار کیفیت میں غروب ہو رہا ہے اور اُس چشمہ (عینٍ حَمِئَۃٍ) کے اُبلتے ہوئے پانی میں جو مذہب کی حیات آفرین حقیقت کا امری اور ابتدائی مواد تھا نئی زندگی کا خمیر پیدا کرنے کے لئے مٹی ملی ہوئی ہے۔ وہ مٹی فہم و دانش اور محنت اور مشقت کے زیست پذیر انداز کی ابتدائی انگیخت کا مظہر تھی۔ اب ذوالقرنین انسانی زندگی کے جدید ابھار کی حریت افروز روح کے اثر میں اپنی تمکین کے امری سبب کا پیچھا برقرار رکھتے ہوئے یعنی روحانی حکمت کے خضریؑ انداز کو اپنے انقلابی تدبر میں بحال رکھتے ہوئے آگے کو روانہ ہوا۔ زندگی کے جدید ابھار کو خلوص و وفا کی جانب سے حق تعالےٰ کی امری حکمت کا انقلابی اثر بھی متاثر بناتا اور اُن میں اتحاد کے حکیمانہ انداز کی انگیخت پیدا کرتا اور ہوا و ہوس کی جانب سے شیطان کا شر انگیز اثر بھی اس کو متاثر کرتا اور غیر مذہبی نوعیت کے نظریاتی اختلافات کو ابھارتا۔ ذوالقرنین خلوص و وفا کی سطح پر صلح و اتحاد چاہنے والوں کی جرأت افزائی کرتا اور ہوا و ہوس کی جانب پر امن و صلح کے خلاف فتور پیدا کرنے والوں کو سرزنش کرتا۔ دانش و فراست کی سطح پر ذہنی اور فکری قابلیت کے حکمت آفرین عناصر اُس کا نوری لشکر تھا جس کو اُس نے زندگی کی جمہوری رہنمائی کے لئے آگے رکھا۔ محنت و مشقت کی سطح پر معاشی قابلیت اور عسکریت کی سطح پر جبر و جہاد کی

باطل شکن طاقتیں ظلمت کا لشکر تھا جس کو اُس نے پیچھے رکھا۔ نور کا لشکر زندگی کے جدید ابھار کی رہبری کرتا تھا اور ظلمت کا لشکر نور کی رہبری میں زندگی کے معاشی انداز میں توازن کو بحال رکھتا اور خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سرزنش کی آئینی تجویزیں عمل میں لاتا۔ ذوالقرنین انقلاب کی راہ پر اپنی تمکین کے خضریٰ سبب کا پیچھا جاری رکھتے ہوئے مشرق میں پہنچ گیا جہاں اس نے امن کشی کی غیر مذہبی آمریت کے عالم سوز آفتاب کو طلوع کرتے ہوئے دیکھا۔ ہوا و ہوس کے شدید حالات کی صورت میں وہ ایک ایسی قوم پر طلوع کر رہا تھا جس کے پاس اُس کی جگر سوز تپش سے بچنے کی کوئی بھی اوٹ موجود نہ تھی۔ ہوا و ہوس کی حسد پذیر شدت سے ابھرتا ہوا دوست کشی کا وہ آفتاب اپنے جہان سوز انداز میں تپش تو کل دنیا کو پہنچاتا تھا لیکن خلوص و وفا کی جانب پر ذوالقرنین کا امن آفرین لاؤ لشکر جو انسانی آشفتگی کی کان سے بوقلمونی حکمت کے خضریٔ فن کا نکالا ہوا تخلیق امن کا جمہوری مواد تھا حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے حفاظتی احاطہ میں گھرا ہوا تھا۔

## انقلاب کی راہ پر دشوار گذار مرحلہ

صدق و صفا کی سطح پر دانش و فراست کے حقیقت رس ادراک نے خضرؑ کا روپ دھار رکھا تھا اور خلوص و وفا کی با اقتدار سطح پر عزم و ہمت کے امن آفرین انداز نے ذوالقرنین کی صورت اختیار کر رکھی تھی۔ اور حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے اُن دونوں میں حکمت کا عملی رابطہ پیدا کر رکھا تھا۔ وہ دونو طلوع الشمس کے مرحلہ سے آگے نکل کر انقلاب کی امن آفرین راہ پر پھر روانہ ہو گئے اور زندگی کے اس مرحلہ پر جا پہنچے جہاں ہوا و ہوس کی شدت نے اقوام عالم کو دو متضاد و متخاصم گروہوں کی صورت میں تقسیم کر رکھا تھا اور وہ دونو گروہ ایک دوسرے کے سامنے دو پہاڑوں کی مانند کھڑے تھے۔ ذوالقرنین کی امن آفرین حکمت عملی کے خلاف دھڑے بازی کی دونو جانب پر وہ (سدّین) دو روکوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ ذوالقرنین نے اپنی صلح آفرین حکمت عملی کے خضریٔ انداز سے اُن دونو گروہوں کو دو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اُن میں سے ایک ایک حصہ کا رُخ تو ہوا و ہوس کے شدید اثر میں دھڑے بازی کی جانب پر تھا اور دوسرے دو حصوں کا رُخ امن و صلح کے مقصد کی طرف مڑ گیا۔ گویا امن پسند اور صلح جو لوگ ہوا و ہوس کے دو پہاڑوں کے درمیان اکٹھے ہو گئے۔ اور چونکہ اُن دو پہاڑوں کے درمیان وہ مختلف قومیں۔ مختلف قبیلے۔ مختلف فرقے اور مختلف پارٹیوں کا

Marfat.com

ہجوم تھا جن سب کی زبانیں مختلف تھیں۔ معاشرت مختلف تھی۔ تمدّن مختلف تھا۔ اور مسلک مختلف تھے اور ساتھ ہی یہ کہ اُن کے ہم قوم۔ ہم قبیلہ۔ ہم فرقہ اور ہم پارٹی بھائی جن کا رُخ دھڑے بازی کی طرف تھا۔ اُن کو دھڑے بازی کی دونو جانب سے اپنی اپنی طرف کھینچتے تھے اس لئے وہ اُس حالت میں سخت پریشان ہو رہے تھے۔ حالات کی اس اضطراب انگیز صورت میں وہ وقت کے مطالبہ کو نہیں سمجھ سکتے تھے انہوں نے فساد کی شدّت کا دائمی خطرہ محسوس کرتے ہوئے فساد انگیزی کی راہ روکنے کی خاطر ذوالقرنین سے کوئی خاص اہتمام عمل میں لانے کی درخواست کی جس کے لئے وہ ہر طرح کی قربانی عمل میں لانے پر تیار ہو چکے تھے۔ لیکن ذوالقرنین اس مقصد کو پورا کرنے کی خاطر تخلیقِ امن کی خضریٰ حکمت کو کامیابی کا بہترین سبب مانتا تھا جو حق تعالےٰ کے عطیّہ کی حیثیت سے اس کو حاصل تھا۔ ترکیبِ امن کے اسی انداز پر برقرار رہتے ہوئے جس پر خلوص و وفا کی جانب سے دوسری سب قومیں بھی۔ جمع تھیں اور جس سے ہوا و ہوس کی شدّت پذیری نے دھڑے بازوں کو علیٰحدہ ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔ ذوالقرنین نے اُن سب لوگوں کو جو دھڑے بازی کی دونو جانب پر متضاد ترغیب سے پیدا ہونے والی پریشانی کی حد کو پہنچ کر عملی طور پر اُن دونو گروہوں سے کٹ چکے تھے امن و صلح کی خضری حکمت کے اتحاد آفرین سبب میں باندھ لیا۔ صلح پسندوں کے کٹ جانے پر دھڑے بازوں کے دونو گروپ جو امن و صلح کی طرف سے روگردانی کر گئے تھے سدّین کی جگہ پر صدفین کی صورت میں باقی رہ گئے۔ صدفین کے درمیان امن و صلح کی حکمت پذیر سطح پر دھڑے بازی کے خلاف ذوالقرنین نے اپنے صلح آفرین تدبّر کی خضریٰ حکمت سے علوم و فنون کا مسلسل اور متواتر نفوخ جاری رکھتے ہوئے اس قدر طاقت اکٹھی کر لی کہ صدفین کی طرف سے ہوا و ہوس کی فساد انگیز طاقتوں کی راہ میں جو اب یاجوج و ماجوج کی غیر انسانی فطرت کے سانچہ میں ڈھلنا شروع ہو گئی تھیں امن و آزادی کی تخلیق کا وہ حشم آفرین انداز دشمن سوز آتش کا خرّیت افروز بقعہ بن گیا۔ صدفین کی طرف سے قطر کی طرح ٹپکنے والے عناصر مچھل مچھل کر امن و صلح کی خضریٰ ترکیب میں ڈھل جاتے اور یاجوج و ماجوج کی راہ میں اُس آتشیں روم کو استحکام بخشنے کا موجب بنتے

## آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچنا

جب دھڑے بازی کی شدت امن عالم کی سطح سے فرد ہو گئی تو حیات انسانی کا ہر انداز پُر امن طور پر

Marfat.com

ترقی پذیر ہو گیا۔ ایک طرف تو صدیوں کے پیچھے جہل و شر کی مسدود کی ہوئی فساد انگیز طاقتیں یاجوج و ماجوج کی غیر انسانی فطرت کے وحشیانہ سانچہ میں ڈھلنا شروع ہو گئیں اور دوسری طرف خلوص و وفا کی سطح پر جو ذوالقرنین اور خضرؑ کی صلح آفرین ہم سفری سے ابھی تک مستفید ہو رہی تھی۔ مذہب کی حقیقی رُوح کے جدید ابھار نے جو مغرب الشمس کے موقعہ پر انگیخت پذیر ہُوا اور جس نے نئی زندگی کے ابلتے ہوئے چشمہ کی حکمت افروز صورت اختیار کر رکھی تھی صلح و اتحاد کی پُرامن ترکیب کو مذہب کی روحانی کیفیت کے امری انداز سے متأثر بنانا شروع کر دیا۔ صلح و امن کی پُرامن ترکیب اتحاد کی رُوحانی انگیخت سے متأثر ہونے لگ گئی تو ہوا و ہوس کی جانب سے اکثر لوگ جن کو امن و صلح کی ترکیب میں وقتی مصلحت کے حکمت پذیر انداز نے جکڑ رکھا تھا امن و صلح کی روحانیت پذیری سے دل برداشتہ ہو گئے اور وہ ترکیب دو حصوں میں تقسیم ہونے لگ گئی اور خلوص و وفا کی جانب پر جب اتحاد کا روحانی ابھار تکمیل کو پہنچ گیا تو ہوا و ہوس کی جانب اس سے علیحدہ ہو گئی۔ مذہب کی حقیقی رُوح کے اس جدید ابھار نے جو مغرب الشمس کے موقعہ پر ذوالقرنین کو نئی زندگی کے ابلتے ہوئے چشمہ (عین حمئہ) کی صورت میں نظر آیا اور جس میں اس نے مذہب کے خصومت انگیز شمس کو فرد ہوتے ہوئے پایا سفر کے خاتمہ پر آبِ حیات کے چشمہ کی صورت اختیار کر لی جس سے ہوا و ہوس کا پورا اثر خارج ہو چکا تھا۔ وہ چشمہ مذہب کے اصل مفہوم کی روحانی انگیخت تھی جس کا انکشاف خلوص و وفا کی جانب پر حقیقی اتحاد کی تکمیل پر لازمی ہو چکا تھا۔ ذوالقرنین کے امن آفرین عزم کا سیاسی انداز روحانی حکمت کے خضریٰ شعور کی رہبری میں اس کو آبِ حیات کے چشمہ پر پہنچانے کا موجب تو بن گیا لیکن چونکہ ذوالقرنین کے سیاسی فہم و فراست کا طبعی رجحان خلوص و وفا اور ہوا و ہوس ہر دو جانب کے مخلوط انداز سے متأثر ہوتا تھا۔ اس لئے وہ مذہب کی اصل حقیقت کے وصول سے محروم رہ گیا جس کی درخشانی صرف خلوص و وفا کی جانب پر ہی عمل پذیر ہوتی ہے اور جس کے حیات بخش چشمہ پر پہنچنے کی خاطر اس نے اپنا وہ انقلابی سفر شروع کیا تھا۔ خضرؑ اس چشمہ سے آبِ حیات پی کر ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے

**انقلابی سفر کی عالمی راہ پر خضرؑ اور ذوالقرنین کا ہم مذہب ہونا ضروری نہیں**

خضر اور ذوالقرنین کے جس سفر کا ذکر قدیم روایات میں کیا گیا ہے وہ

Marfat.com

انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر عمل پذیر ہُوا تھا۔ اور اگر وہ سفر انقلابِ زلیست کے قومی چکر پر بھی عمل پذیر ہُوا ہو تو بھی اس کی اصولی ترکیب میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بلکہ اگر سفر کی عملی کیفیت کا اصولی تعلق نفسِ انسانی کی انفرادی حیثیت سے بھی ہو تو بھی اُس کی اصولی ترکیب وہی رہتی ہے۔ نفس انسانی اپنی انفرادی حیثیت میں اگر اطمینان کی سطح سے گر کر پریشانی میں مبتلا ہو جائے تو تزکیہ و طہارت کی راہ پر رواں ہونے کے لئے حق تعالےٰ کی روحانی حکمت کا خضریؑ مواد اس کو مذہبی عقیدت کی صدق پذیر سطح سے اور عزم و عمل کی ذوالقرنینی ہمّت اس کو دانش و فراست کی حکمت پذیر سطح سے مہیّا ہوتی ہے۔ اور فکری استعداد کا خلوص پذیر انداز اُن دونو کو وفا کی سطح پر اکٹھا کر دیتا ہے۔ اگر خضریؑ حکمت کا صدق پذیر اور ذوالقرنینی ہمّت کا حکمت پذیر انداز دونو آپس میں مل کر نفس انسانی کی رہنمائی نہ کریں تو وہ تزکیہ و طہارت کی راہ پر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر نفس انسانی کو وہ رہنمائی میسّر ہو جائے تو پھر طہارت کی راہ پر اس کو وہی مرحلے اور وہی منزلیں طے کرنی ہوتی ہیں جن کا ذکر خضرؑ اور ذوالقرنین کی عالمی ہمسفری کے اصولی بیان میں کیا گیا ہے۔ نفسِ انسانی کی مذہبی عقیدت کے صدق پذیری کی خضریؑ سطح پر بلند ہونے کے لئے اس نفس کا توحید پرست ہونا ضروری ہے لیکن کسی نفس کی ہمت کے حکمت پذیری کی ذوالقرنینی سطح پر پہنچنے کے لئے اس کا توحید پرست ہونا ضروری نہیں۔ کسی رہنما یا قائد اور کسی حکمران یا حکومت کے ذوالقرنین کی حیثیت اختیار کرنے کے لئے خضرؑ کا وفادارانہ ساتھ اور اس کی حکیمانہ رہبری تو ضروری ہے لیکن اُس کے لئے خضرؑ کا ہم مذہب ہونا ضروری نہیں۔ قدیم روایات میں سکندر کو ذوالقرنین مانا گیا ہے لیکن سکندر کے توحید پرست ہونے میں شک کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ مذہب کی اصل حقیقت کے آبِ حیات پر پہنچ کر بھی پیاسا رہ گیا۔ اگر ذوالقرنین کا مذہب توحید پرستی ہو تو پھر وہ اقتدار سے محروم تو ہو سکتا ہے لیکن روحانیّت کے حیات بخش چشمہ پر پہنچ کر تشنہ نہیں رہتا بلکہ خضرؑ کے ساتھ ہی آبِ حیات نوش کرتے ہوئے زندۂ جاوید ہو جاتا ہے۔ انقلابِ حیات کے انفرادی چکر پر نفسِ انسانی کو پریشانی سے نجات حاصل کرنے کی خاطر اور انقلابِ حیات کے قومی چکر پر دھندے بازی کو فرو کرنے کے لئے خضرؑ اور ذوالقرنین ہم مذہب ہو سکتے ہیں اور ہُوا بھی کرتے ہیں لیکن انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر یہ ضروری نہیں کہ ذوالقرنین توحید پرست اور خضرؑ کا ہم مذہب ہو

پانچویں فصل

# انقلابِ حیات کے عالمی چکر پر انحطاطِ ملّت کے دوسرے دور میں خضرؑ اور ذوالقرنین کے انقلابی سفر کا آغاز

انقلابِ حیات کے گذشتہ چکر پر انحطاطِ ملّت کے پہلے دور میں ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر کے مقابلہ میں خلوص و وفا کی مغلوب جانب پر ملّت کے دینی مقاصد کی محافظت کے لئے شانِ امامت موجود تھی لیکن ملّت کا مذہبی افتراق تکمیل کو پہنچ کر جب مذہب کو اس کی اصل روح۔ اصل مفہوم اور اصل حقیقت سے کلّی طور پر محروم بنا دینے کا موجب بن گیا اور ملّت دھڑے بازی میں مبتلا ہو گئی تو جن نفوس کی مذہبی عقیدت کا صدق پذیر انداز شانِ امامت کے روحانی تقرّب کی امری حکمت افروزی سے ابھی تک متاثر تھا اُن کے دلوں میں حق تعالےٰ کی انقلابی دستگیری کا امری شعور شانِ ولایت کی سطح پر روحانیت کے خضریؑ وجود کا فطری مواد ثابت ہوا۔ اور اقتدارِ رسوخ کی ملی سطح پر جن نفوس کے دلوں میں عزم و ہمّت کا امن آفرین شعور دینی حکمت کے روحانی انداز سے متاثر بنایا جا سکتا تھا وہ حق تعالےٰ کی انقلابی اقتضاء کا ذوالقرنینی لشکر ثابت ہوئے قصدِ ولایت کی روحانی سطح پر رشد آموزی کے خضریؑ شعور نے احیائے ملّت کے دینی مقصد کو پورا کرنے کی خاطر دنیا کے ہر خطّہ میں اہل اللہ کا ایک ایسا گروہ پیدا کر دیا جو مذہبی افتراق سے بالاتر اور ملّی دھڑے بازی سے الگ تعلّق رہتے ہوئے اقتدار و رسوخ کی ملّی سطح پر امن و اتحاد کے ذوالقرنینی مواد کو متاثر بناتا اور جن کی روحانی حکمت کے صلح آفرین اثر سے اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی جانب بھی مفید طور پر متاثر ہوتی تھی۔ اولیائے کرام کے اس پاکباز گروہ نے اپنی روحانی حکمتِ عملی اور جانثارانہ جدوجہد سے ملّی دھڑے بازی کو دنیا کے ہر خطّہ سے فرد کر دیا اور ہر خطّہ میں ملّت کا سیاسی اقتدار ملّت کی ذوالقرنینی حکمتِ عملی کے امن آفرین اثر میں دنیا کے ملّی اور غیر ملّی ممالک میں خوشگواری پیدا کرنے کا موجب بن گیا

## اسرارِ ولایت کی سطح پر اولیائے کرام کی روحانی تنظیم

شانِ امامت کے اثر میں اولیائے عظام کا روحانی

اتحاد تو غیر ملّی اقوام کے متحد حملہ کی خود شکن ضرب کے وقوع سے پیشتر ہی عمل میں آچکا تھا لیکن اُن کی روحانی تنظیم بعد میں قائم ہوئی۔ اُن کی روحانی دستگیری کا سلسلہ تنظیمی مرکز سے شروع ہو کر دنیا کے ہر اسلامی ملک میں پھیلا ہُوا تھا۔ روحانیت کے مرکزی ادارہ کے زیر اثر کئی دائرے اور ہر دائرہ کے زیر اثر کئی کئی حلقے ہوتے تھے۔ اُن دائروں اور حلقوں میں غوث و قطب اپنے اپنے مناصب پر برقرار رہتے ہوئے ملّت کی بہتری کے روحانی فرائض کی سرانجام دہی عمل میں لاتے تھے۔ شانِ ولایت کی سطح پر بلند ترین مقام نفس انسانی کی اُس مقدس ترین فردیت کو غوث الاعظم کی حیثیت سے حاصل تھا جس کا تزکیہ شانِ امامت کے روحانی انعکاس سے امری طور پر عمل میں آچکا تھا۔ دوسرے کل غوث و قطب اور کل ابدال و اوتار اُسی نفسِ عظیم کی دستگیرانہ ترکیب کے روحانی اجزا تھے جنہوں نے ملّت کی مذہبی دھڑے بندی کے مقابلہ میں اُس کے ذوالقرنینی اقتدار و رسوخ کی سیاسی حکمت عملی کو روحانیت کا دینی سہارا بہم پہنچایا۔ اسلام کی جس رُوح نے شانِ امامت کی سطح سے ملّت کی مذہبی مشکل کشائی کی انحطاطِ ملّت کے دوسرے دور میں اسی رُوح نے ملّت کی سیاسی عُقدہ کشائی کی۔ اسرارِ ولایت کی روحانی سطح پر جب تک رُشد آموزی کا حکمت افروز سلسلہ برقرار رہا اقتدارِ ملّت کی ذوالقرنینی سطح پر امن و صلح کی سیاسی ترکیب کا حکمت پذیر انداز بھی وقارِ ملّت کی عالمی سطح پر بحال رہا۔ لیکن جب جہل و شر کی غیر ملّی ہواؤں نے اقتدار کی سطح پر ملّت کے ذوالقرنینی شعور کو ہوا و ہوس کے بڑھتے ہوئے اثر سے متاثر بنانا شروع کر دیا تو رُوحانیت کا خضری سلسلہ بھی درہم برہم ہو گیا۔ ہوا و ہوس کی جانب سے بعض غیر موزوں عناصر بھی اُس سلسلہ میں شامل ہونے شروع ہو گئے۔ دین پروری کا روحانی سلسلہ جب ہوا و ہوس کے بلعمی شعور سے متاثر ہونا شروع ہو گیا تو ملّت کو افتراق سے بچانے اور اُس کے وقار کو محفوظ بنانے والی کوئی چیز اب باقی نہ تھی۔ اقتدار و رسوخ کی ملّی سطح سے سیاسی حکمت عملی کا ذوالقرنینی شعور اور دین پروری کے روحانی سلسلہ کی سطح سے رُشد آموزی کا خضری انداز زندگی کے مجلسی شہود سے دونوں پیچھے ہٹ گئے۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ دھڑے بازی ملّت میں پھر نمودار ہوئی۔ اب اُس دھڑے بازی کا سیاسی انداز اتنا ہمہ گیر تھا کہ زندگی کی غیر ملّی ہر اچھی بُری سطح سے چھوٹی بڑی کل طاقتیں بھی اُس میں شامل ہونے پر مجبور ہو گئیں۔ اور چونکہ انسانی زندگی کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب پر ہوا و ہوس

Marfat.com

کا اثر خلوص و وفا کے مذہبی اور سیاسی اختلاط سے آزاد ہو چکا تھا اس لئے زندگی کے سیاسی انداز کی سطح پر ملّی اور غیر ملّی کی تمیز بھی ختم ہو گئی تھی۔

## اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح سے ذوالقرنینی تدبّر کا انتخاب

ملّت اب اپنے سیاسی وقار کی سطح سے اِس قدر گر چکی تھی کہ اُس کے سیاسی اقتدار کا ہوا و ہوس کے غیر ملّی رسوخ کے مقابلہ میں بحال و برقرار رہنا محال اور ناممکن ہو چکا تھا۔ ملّی اقتدار ہر جگہ پر غیر ملّی طاقتوں کے خود غرضانہ نرغے میں گھر گیا۔ ہر اُس ملک میں جہاں ملّی اقتدار ابھی بحال مگر اپنی کمزوری کی حد کو پہنچ چکا تھا ہوا و ہوس کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب سے اُن طاقتوں کے لئے خوش آمدید کے نعرے بلند ہونے لگ گئے تھے لیکن خلوص و وفا کی مغلوب۔ مجبور۔ مظلوم اور مستور سطح پر روحانی حکمت کا خضریؑ اور ذوالقرنینی شعور جو دونو آپس میں مل کر اب ایک ہو چکے تھے اغیار کی اُن تسلّط کوش طاقتوں میں سے جو باہمی رقابت کی وجہ سے خود بھی دھڑے بازی میں مبتلا تھیں کسی ایسی طاقت کا انتخاب عمل میں لانے کے درپے تھا جس کا سیاسی تدبّر دھڑے بازی کو دنیا کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب سے فرو کرنے اور امن و سکون کو بحال و برقرار بنانے کا موجب بن سکتا ہو۔ اسرارِ ولایت کی پسِ پردہ سطح پر روحانی حکمت کے خضریؑ عناصر اس حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے کہ ملّت کے خصومت آفرین اقتدار اور امن سوز رسوخ کی شکست کا وقوع امری طور پر مقدّر ہو چکا ہے اور اس کی جگہ غیر ملّی طاقتوں میں سے کسی بھی ایسی طاقت کا تسلّط گیر ہونا جو زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح سے دھڑے بازی کو فرو کرتے ہوئے امن کو بحال بنانے کا موجب ثابت ہو سکتی ہو حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے امری آئین کی اقتضاء میں ہے صدق و صفا کے مستور گوشوں میں روحانیّت کا خضریؑ وجود بھی اب براہِ راست طور پر حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے حکمت افروز اثر میں تھا۔ اور اغیار کی تسلّط کوش طاقتوں میں سے وہ اسی طاقت کی تمکین کا امری سبب بن سکتا تھا جس کے اصلاح کوش تدبّر میں اُس کو ذوالقرنینی شعور کی اصولی جھلک دکھائی دیتی ہو۔ چنانچہ خلوص و وفا کی ملّی سطح پر صدق و صفا کے اسلامی خضرؑ کو اُن طاقتوں میں سے جس طاقت میں امن آفرینی کا ذوالقرنینی شعور نظر آیا اُس کی روحانی حکمت آموزی کا امری اثر اسی طاقت کی امن کوش تمکین کا سبب بن گیا اور اب خضرؑ اور ذوالقرنین دونو اکٹھے اپنے انقلابی سفر

Marfat.com

پر روانہ ہو گئے

## ذوالقرنین تدبّر کا غیر ملّی شعور عالمی امن کی راہ پر

ذوالقرنین جب خضرؑ کی حکیمانہ رہبری میں انقلاب کی امن آفرین راہ پر رواں ہو گیا تو دُنیا کی کل قومیں اور اُن قوموں میں کُل قبیلے۔ کُل فرقے اور کل جماعتیں اس کے سفر کی اصولی ترکیب سے مُثبت یا منفی طور پر متاثر ہونا شروع ہو گئیں۔ خلوص و وفا کی جانب سے تو زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح سے اُس کو دعا دادا نہ حمایت حاصل ہوتی لیکن ہوا و ہوس کی جانب سے اس کی مخالفت عمل میں آئی سیاسی حکمت کے خضریؑ شعور کی رہبری میں اپنی تمکین کے صلح آفرین سبب کے پیچھے چلتا ہوا ذوالقرنین انقلاب کی قومی اور عالمی راہ پر مغرب الشمس کے مرحلہ پر پہنچ گیا جہاں ہوا و ہوس کی جانب سے پیدا ہونے والی ملّی اور غیر ملّی مخالفت زندگی کی ہر سطح سے دب گئی۔ اس مرحلہ پر غیر ملّی طاقتوں کے مخالفانہ اقتدار کے ساتھ ہی ملّت کے مرکزی اقتدار کی مذہبی آمریت کا خصومت انگیز شمس بھی فرد ہو گیا۔ یہ وہ مرحلہ تھا جہاں زندگی کا پرانا نظام ختم ہوتا اور اُس کی جگہ جدید نظام کی تخلیق بنا پذیر ہوتی ہے۔ ذوالقرنین نے دیکھا کہ ملّی آمریت کے مذہبی اقتدار کا مساوات سوز آفتاب اسلام کی اصل رُوح کے جدید اُبھار کی چشمہ دار کیفیت میں غروب ہو رہا ہے اور اُس چشمہ (عین حمئۃ) کے ابلتے ہوئے پانی میں جو اسلام کی اصل حقیقت کا امری مواد تھا نئی زندگی کا اسلامی خمیر پیدا کرنے کے لئے مٹی ملی ہوئی ہے جو فہم و دانش کے تحقیق پذیر اور محنت و مشقت کے حُریت پذیر مواد کا ابتدائی اُبھار تھا۔ زندگی کے اُس جدید اُبھار کو خلوص و وفا کی جانب سے حق تعالےٰ کی انقلابی حکمت کا اسلام افروز اثر بھی متاثر بناتا اور اسلام کی اتحاد آفرین انگیخت عمل میں لاتا لیکن ہوا و ہوس کی جانب سے شیطان بھی اپنی شر انگیزی کے تاثرات اُس پر پھینکتا۔ خلوص و وفا کی جانب پر اہلِ علم کے حق جو طبقہ میں قرآن پاک کے اصل مفہوم کی تحقیق عمل میں آنا شروع ہو گئی اور ہوا و ہوس کی سطح پر غیر اسلامی۔ غیر مذہبی اور غیر ملّی نوعیت کے مختلف نظریات کا حق سوز اُبھار عمل میں آنے لگ گیا۔ ذوالقرنین خلوص و وفا کی جانب پر بشاورتی حکمت کے جمہوری شعور کی جرأت افزائی کرتا اور ہوا و ہوس کی جانب پر نظریاتی اختلافات کے جمہوریت سوز تاثرات کو فرد بناتا۔ اور اسی طرح اپنی امن آفرین تمکین کے خضریؑ سبب کی پیروی کرتا ہوا مطلع الشمس کے مرحلہ پر پہنچ گیا جہاں اُس نے غیر ملّی آمریت کے عالم سوز آفتاب کو ہوا و ہوس کی

Marfat.com

حسد پذیر شدت سے ایک ایسی قوم پر اُبھرتے ہوئے دیکھا جس کے پاس اُس کی جگر سوز تپش سے بچنے کا کوئی ذریعہ موجود نہ تھا۔ اس شمس کی خصوصیت انگیز تپش اپنا تباہ کُن اثر تو کُل دنیا کو پہنچاتی مگر ذوالقرنین کے متعلقات کی حکمت پذیر کیفیت جو انسانی آشفتگی کی کان سے نکالا ہُوا صلح آفرین جمہوریت کا خضریٰ مواد تھا حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے حفاظتی احاطہ میں محفوظ تھا۔ اس تپش سے بچنے اور بچانے کی خاطر چھوٹی بڑی جن طاقتوں اور آزاد و محکوم جن قوموں نے ذوالقرنین کے امن آفرین تدبّر کا ساتھ دیا۔ اُن سب کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے اپنی خبرداری کے حفاظتی احاطہ میں لے رکھا تھا اور جب ذوالقرنین مطلع الشمس کے مرحلہ سے آگے نکل کر انسانی زندگی کے نئے نظام میں داخل ہو گیا تو وہ کل طاقتیں اور کل قومیں جنہوں نے اُس مرحلہ پر ذوالقرنینی تدبّر کی حمایت کی تھی جہل و شر کی اُس حُریّت سوز تپش سے بچ کر عالمی آزادی کی مشاورتی سطح پر بلند ہو گئیں جہاں اُن سب کا یکساں مقصد امنِ عالم کی حفاظت کرنا ہے

## ذوالقرنینی تدبّر کے غیر ملّی شعور کی اسلامی حکمت کے خضریٰ شعور کی رہبری سے محرومی

حیاتِ انسانی اپنے انقلابی چکر کے بائیں قطر سے گذر کر جس پر انحطاطِ ملّت کے دوسرے دور میں دھڑے بازی کا آغاز عمل میں آیا تھا اب اُس چکر کے دائیں قطر پر تعمیرِ دین و ملّت کے پہلے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ دھڑے بازی کا اثر انحطاطِ ملّت کے دور میں جب تک اندرونِ ملّت میں محدود رہا اُس کو فرد کرنے کے لئے اسرارِ ولایت کی روحانی سطح سے اسلامی حکمت کے خضریٰ شعور نے ذوالقرنین کی صلح آفرین تمکین کا مواد اقتدار و رسوخ کی ملّی سطح سے ہی اکٹھا کر لیا تھا لیکن جب اُس دھڑے بازی نے غیر ملّی قوموں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور عالمی امن کا بین الاقوامی انداز بھی بدامنی اور فساد کا شکار ہونے لگ گیا تو حق تعالےٰ کی امن آفرین رُوح کے انقلابی امر کی آئینی اقتضاء نے سیاسی تدبّر کا انتخاب تو اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح سے کیا تھا لیکن اُس تدبّر کو صلح آفرینی کی اصولی ترکیب کے سانچہ میں ڈھالنے کا کام خلوص و وفا کی ملّی جانب سے اسلامی حکمت ہی کے خضریٰ شعور ہی سے لیا گیا تھا۔ ذوالقرنین نے اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح سے اُٹھ کر اسلامی حکمت کے خضریٰ شعور کی رہبری میں اپنا انقلابی سفر شروع کیا اور مغرب الشمس کی منزل سے گذر کر مطلع الشمس کے مرحلہ پر پہنچ گیا۔ مطلع الشمس کے مرحلہ سے آگے چل کر اقوامِ عالم کو آزادی کی مشاورتی سطح پر پہنچا دیا

Marfat.com

جہاں اُن سب کے نظریاتی اختلافات نے امن عالم کو پریشانی میں مبتلا کر رکھا ہے جس میں ملّی قومیں بھی سب شامل ہیں۔ ملّی اقوام کی اندرونی سطح پر امن و آزادی کو برقرار رکھنے کی خاطر بھی جمہوریت کا وہی نظام رائج کر دیا گیا جو غیر ملّی قوموں میں اور عالمی مشاورت کی سطح پر نافذ تھا۔ کسی بھی اسلامی یا غیر اسلامی ملک کے اندر اقتدارِ حکومت کی تخلیق کے لئے افراد کو اپنی اپنی رائے پیش کرنے کا اور پھر اُس اقتدار کی حفاظت کے لئے اپنا اپنا مشورہ دینے کا یکساں حق حاصل ہے۔ اور اسی طرح عالمی مشاورت کی مجلسی سطح پر ہر اُس ملک کو جو اصولی طور پر اُس مجلس کا رکن تسلیم کر لیا گیا ہو عالمی امن کی حفاظتی مشاورت میں اپنی اپنی رائے پیش کرنے کا حق حاصل ہے۔ مطلع الشمس کے مرحلہ سے آگے گذر کر آزادی کے جدید نظام کی سطح پر جب ہر قوم اپنے اندرونی اقتدار کی تخلیق جمہوریت کے مشاورتی طریق پر عمل میں لانے لگ گئی تو چونکہ ہر قوم میں ہوا و ہوس کی جانب پر خلوص وفا کے مقابلہ میں افراد کی تعداد بہت زیادہ تھی اور وہ تعداد غیر ملّی اور غیر مذہبی نظریات کے خود غرضانہ تاثرات سے بھی متاثر ہوتی تھی اس لئے ہر قوم کے اندر ہوا و ہوس کا اقتدار پر مسلط ہو جانا اور اسی طرح عالمی امن کے مشاورتی انداز کا ہوا و ہوس کے اختلاف انگیز اثر میں آجانا قدرتی امر تھا۔ ہوا و ہوس کا سیاسی اقتدار و رسوخ غیر اسلامی اقوام کے خود غرضانہ مقاصد کو تو راس آسکتا ہے لیکن اسلامی ممالک میں امن و آزادی کے تعمیری مقاصد کو ملّی وحدت کی اسلامی سطح پر برقراری نہیں بخش سکتا۔ تعمیرِ دین و ملّت کے امن آفرین مقاصد کو پورا کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اقتدار و رسوخ کی ملّی جانب پر ہر ملک میں خلوص و وفا کا غالب اثر مسلط ہو۔ لیکن جمہوریت کے غیر ملّی شعور نے جب اسلامی ممالک کے اندر بھی اقتدار و رسوخ پر ہوا و ہوس کو مسلط بنا دیا تو خلوص و وفا کی وہ ملّی سطح جس سے اسلامی حکمت کا خفری شعور برآمد ہو کر اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح پر سیاسی تدبر کی امن آفرین قابلیت کو ذوالقرنینی حکمت پذیری کے اصولی سانچہ میں ڈھالتا تھا ہوا و ہوس کے غالب رسوخ اور جابر اقتدار کے مقابلہ میں دب گئی اور اسلامی حکمت کا خفری شعور بھی صدق و صفا کے روحانی گوشوں میں اوجھل ہو گیا۔ عالمی اثر و رسوخ کی مشاورتی سطح پر امن آفرینی کے غیر ملّی تدبر کا ذوالقرنینی شعور تو اب بھی موجود ہے لیکن اسلامی حکمت کے خفری شعور کی رہبری اب اس کو حاصل نہیں رہی

**امنِ عالم کے مشاورتی انداز کی ابتلاء** امنِ عالم کی مشاورتی سطح پر صلح آفرینی کا ذوالقرنینی شعور اسلامی حکمت کے خضریؑ شعور کی رہبری سے محروم ہو گیا تو ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ کی جانب پردھڑے بازی کا ابھار عمل میں آنا لازمی تھا۔ چنانچہ آج حیاتِ انسانی کی عالمی۔ قومی۔ قبیلوی اور خاندانی ہر سطح ہی دھڑے بازی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ ہوا و ہوس کے خود غرضانہ اثر نے زندگی کے عالمی انداز کی سطح پر اقوام کو۔ قومی انداز کی سطح پر قبیلوں۔ فرقوں اور جماعتوں کو۔ علاقائی اور قبیلوی انداز کی سطح پر خاندانوں کو اور گھریلو انداز کی سطح پر افراد کو دو متضاد اور متخاصم گروہوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ وہ دو گروہ ایک دوسرے کے سامنے دو پہاڑوں (سدّین) کی مانند کھڑے ہیں جن کے درمیان صلح آفرینی کا مشاورتی شعور ذوالقرنین کی حیثیت میں رکا ہوا ہے۔ امنِ عالم کے مشاورتی انداز کی ملّی جانب سے کوئی بھی وہ قوم جس نے اپنے وطن کی اندرونی سطح پر جمہوریت کے غیر ملّی انداز کو ہٹا کر اسلامی جمہوریت کے ہمہ گیر انداز کو نافذ کر لیا ہو اور اسلامی جمہوریت کی برکت سے خلوص و وفا کی سطح پر اسلامی حکمت کا خضریؑ شعور انگیخت پذیر بنا دیا ہو اگر امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبر کی مشاورتی انگیخت کو اپنی اسلامی رہبری کا حکیمانہ سہارا بہم پہنچانے کے قابل ہو جائے تو وہ تدبر اُن دونو متخاصم گروہوں میں سے اُن صلح پذیر امن پسندوں کو جو دھڑے بازی کی سبکوں سوز حالت میں دونو جانب پر تنگ اور مجبور ہو چکے ہیں۔ پیچھے کھینچ کر امن و صلح کے اصولی انداز کی ترکیبی سطح پر اکٹھا کر سکتا ہے اور اگر دھڑے بازی کی دونو جانب سے صلح پسندی کی حدّ کو پہنچے ہوئے پُرامن عناصر (زیرالحدید) امن و صلح کی انقلابی ترکیب میں شامل ہو جائیں تو اس ترکیب سے روگردانی کر جانے والی دونو طرفوں (صدفین) کے درمیان زندگی کے جدید نظام کی حکمت پذیر سطح پر علوم و فنون کا مسلسل اور پے در پے نفوخ اُن دونو طرف کی فساد انگیز طاقتوں کی راہ میں امن و آزادی کے پُرحشم انداز کو عدو سوزی کے حرّیت افروز آتش کدہ کی ایسی حیثیت عطا کر سکتا ہے کہ صدفین کی دونو جانب سے قطر کی طرح ٹپکنے والے عناصر اگر اس آگ پر گریں بھی تو اس میں پگھل پگھل کر امن و صلح کی خضریؑ ترکیب میں ڈھل جائیں اور فساد انگیزی کی راہ میں اس آتشین روکاوٹ کا قطر گداز انداز امن کے دشمنوں (یاجوج و ماجوج) کی نظروں میں دہشت کو بڑھانے کا باعث ثابت ہو۔

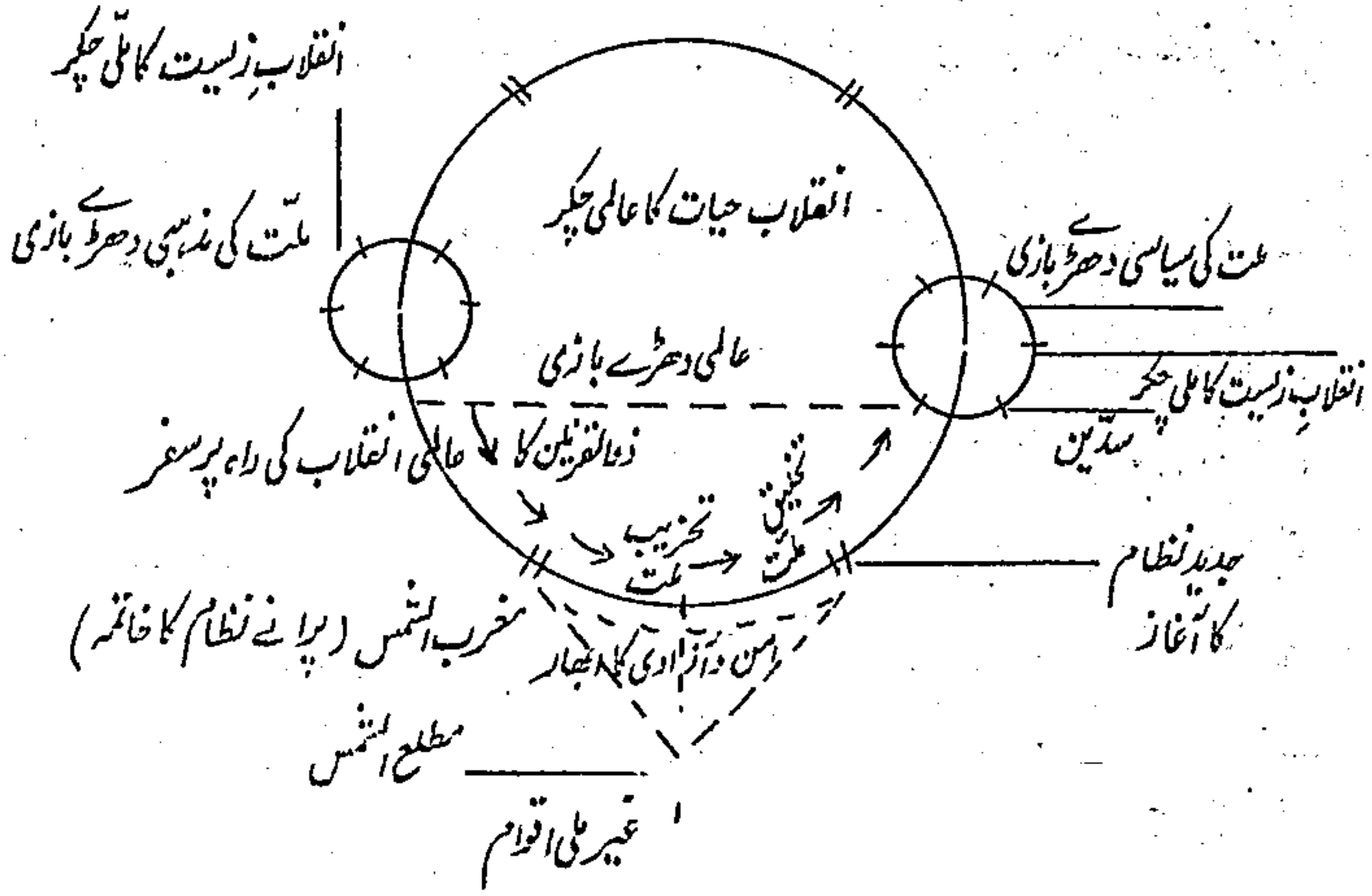


عالمی انقلاب کی راہ پر ذوالقرنینی تدبّر کے غیر ملّی شعور کی آخری اور قومی انقلاب کی راہ پر اسکے ملی شعور کی ابتدائی منزل

دھڑے بازی کا سیاسی یا مذہبی انداز عالمی ہو یا قومی، علاقائی ہو یا خاندانی اور ملّی ہو یا غیر ملّی اُس کو فرد کرنے کا ایک ہی طریق اور ایک ہی اصول ہے جو اسلامی حکمت کے حضریؐ شعور کی روشنی میں ہی صرف عمل پذیر بنایا جا سکتا ہے اور دھڑے بازی کو فرد کرنے کی کوئی بھی صورت درپیش ہو صلح آفرینی کی انقلابی راہ پر مغرب الشمس۔ مطلع الشمس۔ سدّین اور صدفین کے مرحلے ضرور عبور کرنے پڑتے ہیں۔ اور ذوالقرنینی تدبّر کا ملّی یا غیر ملّی شعور خلوص و وفا کی جانب سے حاصل ہوتا ہو یا خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے مخلوط اقتدار کی سطح سے پیدا ہوتا ہو اسلامی حکمت کا حضریؐ شعور صرف خلوص و وفا کی ملّی جانب سے ہی دستیاب ہو سکتا ہے اور جب تک حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح امن آفرینی کے ذوالقرنینی یا موسویؑ عزم و تدبّر کو اقتدار کی سطح پر تمکین نہ عطا کر دے اسلامی حکمت کا حضریؐ شعور جو ہوا و ہوس کی ہر آلائش سے پاک ہوتا ہے اقتدار کی کسی بھی صورت کو حکیمانہ نوعیت کے کسی بھی مشورہ سے آگاہ کرنے کی حیثیت قبول نہیں کرتا۔ انحطاطِ ملّیت کے دوسرے دَور میں جب ملّت مذہبی دھڑے بازی کا شکار ہو گئی تھی تو اقتدار و رسوخ کی ملّی سطح پر امن آفرینی کا ذوالقرنینی شعور ابھی خلوص و وفا کی جانب پر موجود تھا اور اسرارِ ولایت کی رُوحانی سطح پر اسلامی حکمت کا حضریؐ وجود بھی شانِ امامت کی رُشد افروز نورانیت سے امری

طور پر انعکاس پذیر ہو چکا تھا اس لئے دھڑے بازی کو فرد کرنے کی سیاسی مہم بھی انقلاب حیات کے ملّی اور قومی چکر پر ہی طے ہو گئی

امن آفرینی کی ملّی حکمت کے ذوالقرنینی شعور نے اسلامی حکمت کے خضریٔ تدبر کی رہبری میں نہ صرف ملّت کے بین الاقوامی وقار کو مذہبی دھڑے بازی کے سیاسی نقصانات سے محفوظ بنا لیا بلکہ انسانی زندگی کی غیر ملّی جانب پر امن و آزادی کے غیر ملّی شعور میں سیاسی فہم و فراست کی نئی روح بھی بیدار کر دی۔ جس نے عالمی حیات کی غیر ملّی جانب پر محکوم اقوام میں تو آزادی کا ابھار پیدا کیا اور آزاد اقوام میں اُن کے سیاسی فہم و فراست کو امن آفرینی کی ذوالقرنینی سطح پر اٹھا لیا۔ اور جب ملّت کا انحطاط تکمیل کو پہنچ گیا اور وہ دوبارہ دھڑے بازی میں مبتلا ہو گئی تو زندگی کی غیر ملّی جانب پر امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبر نے محکوم اقوام کو آزادی دیتے ہوئے اپنی سیاسی وجاہت کے بین الاقوامی رسوخ میں اضافہ پیدا کر لیا ہوا تھا جبکہ صلح آفرینی کا ملّی شعور ملّی انقلاب کی راہ پر مغرب الشمس اور مطلع الشمس کی منزلوں سے گذر جانے کے بعد سدّین کے مرحلہ پر ملّت کے دو متخاصم گروہوں کے درمیان بے دم ہو چکا تھا اور اسلامی حکمت کا خضریٔ شعور بھی حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے اثر میں ملّت کے ذوالقرنینی تدبر کی وساطت سے امن آفرینی کے غیر ملّی ذوالقرنین کا راستہ صاف کر رہا تھا اسرارِ ولایت کی روحانی سطح سے اسلامی حکمت کا خضریٔ شعور جب امن آفرینی کے غیر ملّی تدبر کی تمکین کا امری سبب بن گیا تو اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح سے ذوالقرنین نے امن آفرینی کے عالمی انقلاب کی راہ پر اپنا اصلاحی سفر شروع کر دیا۔ انقلاب حیات کے عالمی چکر پر مغرب الشمس اور مطلع الشمس کی منزلوں سے گذر کر سدّین کی منزل پر پہنچ جانے کے بعد آج وہ انسانی زندگی کی ہر اونچی نیچی سطح پر دو دھڑے بازگروہوں کے درمیان بے دم ہو چکا ہے آج اس کو اسلامی حکمت کے خضریٔ شعور کی رہبری جو صرف خلوص و وفا کی اسلامی سطح سے ہی میسّر ہوا کرتی ہے۔ بہم نہیں پہنچتی کیونکہ خلوص و وفا کی اسلامی سطح جمہوریت کے غیر اسلامی انداز میں ہوا و ہوس کے اکثریتی زور میں دب چکی ہے جب تک خلوص و وفا کی اسلامی جانب ہوا و ہوس کے غالب اور افتراق انگیز اثر سے آزاد نہیں ہو گی ذوالقرنینی تدبر کا غیر ملّی شعور جو عالمی انقلاب کی راہ پر اپنے سفر کی آخری منزل پر ہے۔ اسلامی حکمت کے خضریٔ شعور کی رہبری سے محروم ہی رہے گا۔ اور جب تک دھڑے بازی کے موجودہ دور میں ذوالقرنینی تدبر کا ملّی شعور خلوص و وفا کی اسلامی جانب کو امن و صلح کے ملّی انقلاب کی ابتدائی منزل پر جواب شروع ہو چکی ہے ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ سے نجات نہ دلا دیگا۔ اسلامی روحانیت کا خضریٔ شعور صدق و صفا کے گوشوں سے برآمد نہیں ہو سکے گا جہاں اب وہ حق تعالےٰ کی انقلابی حکمت سے مستنیر ہو رہا ہے

Marfat.com

چھٹی فصل

# جمہوریت کے ملّی اور غیر ملّی انداز میں فکری شعور کا اعتقادی اختلاف

بعض انسان دنیا میں ایسے ہیں جو اپنے ذاتی اغراض کو پورا کرنے کی خاطر دوسروں کے نقصان کی پرواہ نہیں کرتے۔ گھریلو معاملات زیرِ غور آئیں تو صرف اپنی ذاتی ضرورتوں پر نظر ہوتی ہے۔ اگر قبیلوی سطح پر کچھ سوچ بچار کرنی پڑے تو اپنے گھر کی بہتری کو دوسرے گھروں کی بہبود پر مقدم جانتے ہیں۔ اگر قوم کے متعلق کچھ سوچنا ہو تو اُن کی پوری توجہ اپنے قبیلے اور اپنی برادری کی طرف ہوتی ہے اور اسی طرح اگر اُن کی نظر عالمی معاملات کی طرف اٹھتی ہے تو اپنی قوم کے مفاد سب پر فائق دکھائی دیتے ہیں اور بعض انسان ایسے بھی ہیں جو کُل افراد۔ کُل گھرانوں۔ کُل قبیلوں اور کُل قوموں کی بہتری پر یکساں نظر رکھتے ہیں۔ پہلی قسم کے لوگوں کی فکری استعداد ہوا و ہوس کے خاصہ سے متاثر ہوتی ہے اور دوسری قسم کے لوگوں کی سوچ بچار پر خلوص و وفا کا اثر ہوتا ہے۔ کسی ملک کے جمہوری نظام میں اقتدارِ حکومت کی تخلیق عمل میں لانے کے لئے اُن دونو قسم کے لوگوں کو اپنی اپنی رائے دینی ہوتی ہے۔ غیر اسلامی ممالک میں اُن دونو قسم کے لوگوں کی فکری استعداد کو قومیت کے خود غرضانہ انداز کی سطح پر ہموار بنانے کے لئے افراد کی جذباتی قابلیت کو قومی عصبیت کی روح سے متاثر بناتے ہوئے اُن کی وحدانی ارادیت کے عملی شعور کو قوم پرستی کے خود غرضانہ سانچہ میں ڈھالا جاتا ہے جس سے اُن کی خاندانی اور قبیلوی عصبیتیں متوازن اور متوازی طور پر خود بخود فرد ہو جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن کی مذہبی عقیدت کا اخلاقی اور روحانی شعور بھی اُن کی قومی عصبیت کے سانچہ میں ڈھل جاتا ہے۔ اُن کی فکری۔ ذہنی۔ علمی۔ عملی۔ مذہبی اور اخلاقی قابلیتیں قوم پرستی کے سانچہ میں ڈھل کر اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک میں قومی مفاد و مقاصد کی خود غرضانہ تعمیر میں صَرف ہوتی ہیں۔ جمہوریت کی اعتقادی سطح پر قومیت اُن کا بڑا بُت ہوتا ہے جس کی پرستش سے اُن کو عزت اور حیات حاصل ہوتی ہے۔ قومیت کے اُس بڑے بُت کے گرد جمہوریت کے فکری مدار پر مختلف نظریات کے کئی کئی چھوٹے بُت بھی گردش کرتے ہیں جن کے جماعت وار مقابلہ کا واحد مقصد اپنی قوم کو دنیا کی دوسری قوموں کے مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ زور اور رسوخ بہم پہنچانا

ہوتا ہے۔ جمہوریت کے غیر ملّی انداز کی سطح پر بین الاقوامی تعلقات و روابط کی عالمی نہج وقار و رسوخ کی خرید و فروخت کا سیاسی بیوپار ہوتا ہے جس کے تجارتی مقاصد کو سود مند طور پر پورا کرنے کے لئے ہوا و ہوس کا خاصہ خلوص و وفا کے مقابلہ میں زیادہ نفع بخش ہوتا ہے۔ غیر اسلامی ممالک کے قوم پرستانہ اعتقاد کی خود غرضانہ روح کے برعکس اسلامی عقیدت کے ملّی انداز کی روح نسلِ انسانی کے حق میں رحمت رسانی کا عالم گیر موجب ہے لیکن زندگی کے جمہوری شعور کی سطح پر وہ کسی غیر اسلامی۔ غیر ملّی اور مصنوعی حیثیت کے وحدت کش تاثر کا سیاسی بوجھ زیادہ دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ جب تک فہم و دانش کا ملّی شعور اسلامی عقیدت کے وحدت پذیر اور وحدت آفرین اثر سے محروم رہتے ہوئے ہوا و ہوس کے زیر اثر کسی نہ کسی غیر اسلامی اور غیر ملّی ساخت کے سیاسی نظریہ سے چسپاں رہتا ہے۔ جمہوریت کا غیر اسلامی انداز بھی جو زندگی کے موجودہ دور میں کل دنیا میں رائج ہے اس پر حاوی رہ سکتا ہے لیکن جب کسی اسلامی ملک میں اس کی ملّی ارادیت اسلامی عقیدت کے امری اثر سے ہنگامی طور پر متاثر ہو جاتی ہے تو پھر جمہوریت کا غیر ملی انداز اس کو اپنے تسلّط میں نہیں رکھ سکتا جس کا زیادہ تر مقصد قومیت کے وحدانی انداز کی سطح پر ہوا و ہوس کو زور پہنچانا ہوتا ہے۔ اور جمہوریت کے غیر ملّی انداز کی افتراق انگیز گرفت سے خلاصی حاصل کر لینے کے بعد بھی اسلامی جمہوریت کا صحیح نفاذ اس وقت تک عمل میں نہیں آسکتا جب تک کہ فہم و فراست کے عوامی انداز کی سطح پر ہوا و ہوس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کے خاصہ کو زور پہنچانے کی اسلامی حکمت نزول فرمانہ ہو جائے

## اسلامی ممالک میں دھڑے بازی کی انگیخت جمہوریت کے غیر ملّی نفاذ کا نتیجہ ہے

غیر اسلامی تہذیب کے غیر جمہوری انداز کی سطح پر امن آفرینی کے حکمت پذیر تدبر نے ہوا و ہوس کی ملّی اور غیر ملّی جانب پر فساد انگیزی کے مصنوعی اسباب کی تخلیق کو جب تک طاقت کے بل پر دبانے کا قصد جاری رکھا دھڑے بازی اور بد امنی ہر جگہ سے فرو ہوتی گئی اور امن بحال ہوتا گیا لیکن اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی جانب سے امن آفرینی کا ذوالقرنینی تدبر مغرب الشمس کے مرحلہ سے گذر کر جب زندگی کی نو خیز روح کے اثر میں یا اسلام کی حقیقی روح کے جدید ابھار کی خضری رہبری

Marfat.com

میں حیاتِ انسانی کو عالمی انقلاب کے دائمی قطر پر آزادی کے موسوئی دور میں پہنچانے کا باعث بن گیا اور اس دور میں اسلامی ممالک بھی جمہوریت کی غیر ملّی سطح پر پہنچ گئے تو وہ جمہوریت اسلامی ممالک میں بھی ہوا و ہوس کو اقتدار پر مسلّط بنانے کا موجب بن گئی۔ ہوا و ہوس کے قوم پرستانہ اقتدار کا خود پرور انداز غیر اسلامی ممالک میں تو مفید ہو سکتا ہے لیکن اسلامی ممالک میں اقتدار کی وہ صورت اُن کی قومی ارادیت کے ملّی شعور کو جو خلوص و وفا کی جانب پر اسلامی عقیدت کے امری انداز کی سطح سے اصل پذیر اور انسانی اخوّت کی اسلامی رُوح سے وحدت پذیر ہوتی ہے دیر تک اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتی۔ جب اُس ارادیت کی اسلامی رُوح ہوا و ہوس کے اقتدار میں دب کر بے سکوں اور بے قرار ہو جاتی ہے تو ہوا و ہوس کے افتراق پذیر اقتدار سے اس کا تعلق قطع ہو جاتا ہے اور اقتدار دھڑے بازی کا شکار ہو کر بدامنی اور فساد کی پیدائش کا موجب بن جاتا ہے۔ کسی بھی اسلامی ملک میں اس کی قومی ارادیت کے ملّی شعور کی اصولی کیفیت وہی ہوتی ہے جو حیاتِ انسانی کی عالمی سطح پر اقوام کی متحد ارادیت کے مشاورتی شعور کی ہے کیونکہ اُن ہر دو شعور کی تخلیق حیاتِ انسانی کی بہتری اور بہبودی کے عالم گیر مقصد سے انگیخت پذیر ہوتی ہے۔ فرق اُن دونوں میں یہ ہے کہ انسانی بہتری کے عالم گیر مقصد سے کسی فرد، کسی خاندان، کسی قبیلہ یا کسی قوم کی ارادیت کے ملّی شعور کا رشتہ عقیدت کے جبری انداز کی سطح پر استوار ہوتا ہے اور عالمی ارادیت کے مشاورتی شعور کا تعلق اُس مقصد کے ساتھ ہر قوم کی ارادت کے اختیاری انداز سے وابستہ ہے۔ لہٰذا اگر کسی ملک کے ملّی شعور پر دھڑے بازی کا حال وارد ہو جائے تو اسلامی عقیدت کی امن آفرین رُوح دھڑے بازی کو فرو کرنے کے لئے جبر کے استعمال کو جائز ہی نہیں بلکہ فرض قرار دیتی ہے اور امن کو بحال و برقرار بنانے کی خاطر بعد میں اسلامی حکمت کو بھی آشکار کر دیتی ہے لیکن اگر امن و صلح کے عالمی شعور پر دھڑے بازی کا بوجھ آن گرے تو عالمی ارادیت کے مشاورتی شعور کی سطح پر کوئی ایسی طاقت نہیں جو مختلف ارادیتوں کے اختیاری اتحاد کو بحال رکھ سکے۔ انقلابِ حیات کے موجودہ مرحلہ پر دھڑے بازی کا حال متحد اقوام کی مشاورتی سطح پر بھی وارد ہو چکا ہے اور اسلامی ممالک کے جمہوری شعور کی سطح پر بھی وارد ہو چکا ہے۔ اسلامی ممالک میں جمہوریت کے غیر ملّی نفاذ کا تلخ تجربہ عمل میں آجانے کے بعد اُس کو ختم کر دیا جائے اور اُس کی جگہ جمہوریت کے اسلامی طریق کو انگیخت پذیر بنا دیا جائے تو اُن میں اسلامی اتحاد کا ابھار عمل پذیر ہو کر امن و صلح کی اسلامی برقراری کا موجب بھی بن سکتا ہے

اور اُن سب کی متحدارادیت امنِ عالم کے مشاورتی انداز کو بھی مفید طور پر متاثر بنا سکتی ہے

## اسلامی ممالک کے حالیہ انقلابات

ہوا و ہوس کے غالب اثر و رسوخ کی افتراق انگیزی کو ختم یا فرد کرنے کے لئے گذشتہ ادوار کی غیر جمہوری فضاؤں میں تو ذوالقرنین کنے ملّی یا غیر ملّی تدبّر کو روحانی حکمت کے خضریٰ شعور کی رہبری میں طاقت کا استعمال کرنا ہوتا تھا لیکن اب امن و آزادی کے جمہوری دور میں ہوا و ہوس کے غلبہ کو فرد کرنے کی خاطر بہترین طریق خلوص و وفا کے اثر و رسوخ میں اضافہ پیدا کرنا ہے۔ عالمی امن کی مشاورتی ارادیت کو اگر ہوا و ہوس کے خصومت انگیز اثر سے بچانا مقصود ہو تو خلوص و وفا کے عالمی رسوخ میں اضافہ پیدا کرنا ضروری ہے۔ اگر اسلامی ممالک کی ملّی ارادیت کو خلوص و وفا کی روح سے متاثر بنا دیا جائے تو ہوا و ہوس کی عالمی خصومت انگیزی کے غیر ملّی اثر کو فرد کرنا بھی آسان ہو سکتا ہے۔ عوامی زندگی کے پُر امن انداز کی سطح پر خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے اثر میں تمیز پیدا کرنا تو محال ہے لیکن اگر اقتدار کی سطح پر پھوٹ اور دھڑے بندی پیدا ہو کر عوامی زندگی کو بدامنی اور فساد میں مبتلا کر دے تو یہ یقین کر لینے میں کوئی چیز مانع نہیں ہوتی کہ اس اقتدار پر ہوا و ہوس کا تسلّط ہے۔ اندرونِ وطن سے جو بھی طاقت اُس اقتدار کو توڑ کر امن کو بحال کر دیتی ہے اُس کی تخلیق خلوص و وفا کے اثر میں انگیخت پذیر ہوئی ہوتی ہے۔ اور عوامی اثر و رسوخ کی جو بھی صورت اُس امن آفرین طاقت کی مدد کرے اس کا تعلق خلوص و وفا سے ہوتا ہے۔ اور جو اُس کی مخالفت کرے وہ ہوا و ہوس سے متعلق ہوتی ہے۔ اسلامی ممالک کے اندر حالیہ انقلابات کے برپا ہونے کا باعث ہوا و ہوس کا امن سوز اقتدار ہی تھا جس کی افتراق انگیز قیادت نے اُن ممالک کو خطرناک حد تک دھڑے بازی میں مبتلا بنا دیا تھا۔ اور یہ اُن ممالک کی خوش قسمتی تھی کہ ہوا و ہوس کے خصومت پرور اقتدار کو توڑنے کی خاطر امن آفرینی کا ذوالقرنینی مواد عسکری قابلیت اور سیاسی تدبّر کی اندرونی سطح سے ہی مہیّا ہو گیا۔ اب اُن ممالک میں امن بحال و برقرار ہے۔ لیکن اس کی بحالی اور برقراری میں استقلال اور استحکام پیدا کرنے کی خاطر اُن میں اسلامی جمہوریت کا نفاذ عمل میں لانا اشد طور پر ضروری ہے جس میں اقتدارِ حکومت خلوص و وفا کی اتحاد آفرین قیادت کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔

اسلامی جمہوریت کا حقیقی نفاذ صرف اسلامی حکمت کی روشنی میں عمل پذیر ہو سکتا ہے جس نے مذہب سے متعلق ملّی اور غیر ملّی فرقوں اور جماعتوں۔ نسلی قبیلوں اور برادریوں۔ اور دیگر ہر طرح کے انسانی معاشروں اور قوموں کو رحمت رسانی کی محبت آفرین گود میں لے کر اُن سب کے عصبیتی احساسات کو جو ہوا و ہوس کے قدیم یا جدید تاثرات نے پیدا کر کے نسل انسانی کو افتراق و تشتت کی تاریکیوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دُور کرنے اور خلوص و وفا کے اتحاد افروز اثر میں اُن سب کو خیر و برکت کی حیات افروز سطح پر پہنچانے کا عہد کر رکھا ہے۔ کسی بھی ملک میں جب تک وہ حکمت آشکار ہو کر ملّت میں اسلامی اتحاد کو تکمیل پر نہیں پہنچا دیتی اور یا وہ اتحاد تکمیل کو پہنچ کر اس حکمت کو آشکار کر دینے کا موجب نہیں بن جاتا ملّت کے اندر ہوا و ہوس کی افتراق آفرین اور فساد انگیز طاقتوں کے اُبھار کو دبا کر رکھنا حق تعالےٰ کی اسلام افروز روح کے امری آئین کی اقتضاء میں ہے۔ اسلامی ممالک کے حالیہ انقلابات کے بعد اقتدار و رسوخ کی ملّی سطح سے امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبر کا اتحاد آفرین شعور جو بعض جگہ اپنے انقلابی سفر کے قومی مدار پر مغرب الشمس کی منزل سے گذر کر مطلع الشمس کے قریب بھی پہنچ چکا ہے ہوا و ہوس کے امن کش تاثرات کو دبائے رکھنے میں اپنا صلح آفرین دم برقرار رکھے تو اسلامی حکمت کا وہ شعور جس نے حالات کے تغیر پذیر انداز کی امری صورت سے اُبھر کر انقلاب کا آغاز عمل میں لانے کی انگیخت پیدا کی خلوص و وفا کے صدق پذیر اور صفا انگیز گوشوں سے اسلام کے اصل مفہوم کی صورت میں درخشاں ہو کر انقلاب کی کامیابی کو یقینی بنانے کا موجب بھی بن سکتا ہے۔ اگر اسلامی ممالک اپنے قومی انقلاب کی راہ پر بڑھے بازی کے امن سوز اثر کو فرد کرنے اور اسلامی جمہوریت کا امن آفرین نفاذ عمل پذیر بنانے میں کامیاب ہو جائیں تو متحدہ اقوام کی مشاورتی مجلس کے اسلامی ارکان انقلاب حیات کے عالمی چکر پر امن آفرینی کے ذوالقرنینی شعور کو جو امن و آزادی کی عالمی سطح پر دو متضاد و متخاصم گروپوں کے درمیان مسدود ہو چکا ہے اسلامی حکمت کے خضریٰ شعور کی رہبری بہم پہنچا سکتے ہیں جس میں وہ اپنے انقلابی سفر کے باقی مرحلوں کو طے کرنے کے قابل ہو سکتا ہے خلوص و وفا کی مذہبی جانب پر مذہب کی اصل حقیقت کے آبِ حیات پر پہنچنے کے لئے روحانیت نوشی کی خضریٰ پیاس تو ہر ملک اور ہر قوم میں موجود ہے لیکن جب تک امن و صلح کے عالمی انقلاب کا سکندری سفر تکمیل کو نہ پہنچ جائے آبِ حیات کے اسلامی چشمہ پر پہنچنا محال ہے

Marfat.com

## ساتویں فصل

# ارضِ مقدّس

حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ پر نوح علیہ السلام کے بعد نبوّت کے ابراہیمیؑ دور میں تعمیرِ دین و ملّت کی ابتدا عمل میں آئی اور اس دور سے اوپر موسویؑ۔ داؤدیؑ۔ سلیمانیؑ۔ اور عیسویؑ ادوار سے گذر کر خیر و برکت کی بلند سطح پر اسکی تکمیل ہوئی۔ اور جب ملّت کا انحطاط عمل پذیر ہو گیا تو وہ گراوٹ کی راہ سے الٹے پاؤں عیسویؑ۔ سلیمانیؑ و داؤدیؑ۔ اور موسویؑ دور سے گذر کر جہل و شر کے دور میں پہنچ گئی۔ انحطاط کا پہلا دور گذر جانے کے بعد دوسرا دور شروع ہوتے ہی وہ اپنی آزادی کے ملّی اور مذہبی اتحاد کے اسلامی انداز سے محروم ہونا شروع ہوئی اور بتدریج اغیار کی محکومی قبول کرتی گئی۔ ایک ایک ملک اس کے تسلّط سے نکلتا گیا۔ یہاں تک کہ جب اس کو اپنے مرکزی اقتدار و وقار سے بھی ہاتھ دھونے پڑ گئے تو دنیا میں زندگی کے جدید نظام کی روح انگیخت پذیر ہو گئی جس نے حیاتِ انسانی کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب کو متاثر کیا۔ ملّت میں تو اس روح نے ملّت کی مذہبی الاّدیت کو اسلام کی اصل حقیقت سے منوّر بناتے ہوئے ارتقائے حیات کے روحانی انداز کی ابراہیمیؑ سطح پر اٹھا لیا جو اس کی جائے پیدائش ہے لیکن غیر ملّی جانب پر اغیار کی حکمرانی کے فرعونی انداز میں محکوم نوازی کا عیّارانہ شعور بیدار کرتے ہوئے اس کو جمہوریت کے نظریاتی سانچہ میں ڈھال دیا جس میں ہوا و ہوس کی سطح پر اگی ہوئی جماعتوں کے مختلف مقاصد کے مصنوعی گٹھ جوڑ سے قوم پرستی کے خود غرضانہ اصول کی پرستش عمل میں لائی جاتی ہے محکومیت کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب پر زندگی کی جدید روح نے چونکہ آزادی کا ابھار پیدا کر دیا اور حاکمیت کے ملّی اور غیر ملّی ہر دو انداز کی جابرانہ حکمتِ عملی کے خلاف نفرت پیدا کر دی تھی اس لئے جمہوریت کے فرعونی شعور نے محکومیت کی دونو جانب پر اطمینان پیدا کرنے کی خاطر جمہوریت کا غیر ملّی انداز نفاذ پذیر بنا دیا۔ ہوا و ہوس کی غیر ملّی جانب پر خود غرضانہ نوعیت کے افتراق انگیز نظریات کی انگیخت جن سے ہوا و ہوس کی ملّی جانب بھی اثر پذیر ہوتی تھی جمہوریت کے غیر ملّی انداز میں فرعونیت کے شکست پذیر اقتدار کو کسی قدر سہارا بہم پہنچانے کا موجب تو بن ہی گئی تھی لیکن جمہوریت کے اس فرعونیت نواز اثر و رسوخ کے خلاف ہوا و ہوس کے غیر ملّی انداز کی شدّت پذیر سطح پر آمریت کا

امن سوز آفتاب طلوع کرآیا جس کی زلیست کُش تپش کا مقصد فرعونی اقتدار کو ختم کرنے کی خاطر جمہوریت کا نام و نشان ہی دنیا سے مٹا دینا تھا اور اس لئے زندگی کے جدید ابھار کو طاقت کے بل پر فرد کرنے کا اُس نے پورا پورا تہیہ کر لیا تھا۔ آمریت کے نمرودی ابھار کے مقابلہ میں اقتدار و رسوخ کی غیر ملّی سطح پر امن آفرینی کے ذوالقرنینی تدبّر کو جو جمہوریت کے فرعونیت نواز اطوار کی غیر ملّی انگیخت سے کسی قدر دب چکا تھا دوبارہ وقعت اور اہمیت حاصل ہو گئی اور اب اُس نے حق تعالےٰ کی ملّت آفرین روح کے ابراہیمیؑ اثر اور اسلامی حکمت کی اخلاقی رہبری میں جو انحطاطِ ملت کے گذشتہ دور سے اُس کو حاصل اور روحانیت کے خضریؑ انداز میں اب تک میسّر چلی آتی تھی آمریت کی عالم سوز جنگ کے مقابلہ میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو جانب سے حاکم اور محکوم کُل قوموں کو آزادی کے ہمہ گیر نفاذ کی لازمی شرط پر متحد بنا لیا۔ اور جب آمریت کی جہاں سوز جنگ ختم ہو گئی تو اُس مرحلہ سے آگے گذر کر حق تعالےٰ کی انقلابی روح نے آمریت کے خلاف جمہوریت کے ذوالقرنینی تدبّر کو زور اور امداد بہم پہنچانے والی محکوم اقوام کو آزادی کی موسویؑ سطح پر اٹھا لیا۔ اُس سطح پر اسلامی جمہوریت کے جہاں پرور انداز کو نفاذ پذیر بنانے کی خاطر حق تعالےٰ کی امری اقتضاد کے ملّت پرور قلم نے ملّت کے حق میں ارضِ مقدّسہ کا آئین افروز عطیہ پہلے سے لکھ رکھا تھا جو اس کو وصول ہو گیا

ارضِ مقدّسہ کے آئینی اختصاص کا تعلق تو لازمی طور پر ملّت کے ساتھ وابستہ ہے لیکن اس کا معنوی تقدّس جغرافیائی حد بندیوں اور نسلی خصوصیتوں سے بالاتر ہے۔ کرۂ ارض کی ملّی سرزمین کا کوئی بھی خطّہ جس میں اسلامی جمہوریت کے انسانیت نواز آئین کا نفاذ عمل پذیر بنا دیا جائے ارضِ مقدّسہ کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ ارضِ مقدّسہ حق تعالےٰ کے عالم پرور اصولوں کا ایک آئینی سانچہ ہے جس میں انسانی معاشرہ کے اجتماعی نفس کو ڈھال کر اُس کا تزکیہ اور طہارت عمل میں لائی جاتی ہے حیاتِ انسانی کے گذشتہ چکر پر تعمیرِ دین و ملّت کے دور میں ارضِ مقدّس کا جہاں افروز سانچہ عالمی آزادی کی جمہوری سطح پر پہلی دفعہ رکھا گیا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سانچہ میں ڈھالنے کی خاطر فرعونِ مصر کے ملوکیت نواز اقتدار اور قبطیوں کی فرعونیت نواز ذہنیت کے ملّت کُش اختلاط کی غلبہ پذیر گرفت سے بیک وقت نجات دلائی جس سے فرعونی اقتدار و رسوخ کی عالم گیر جبر نوازی کا حرّیت کُش اثر ساری دنیا

سے فرد ہوگیا۔ اور اپنے اجتماعی نفس کو اُس سانچہ میں ڈھالنے کا ہر قوم کو موقعہ مل گیا۔ لیکن کوئی قوم بھی ہوا و ہوس کے غالب اثر میں اُس سانچہ کے آئینی تقدس کو شناخت میں نہ لاسکی۔ محکومی کے دَور میں غیر ملّی جمہوریت کے فرعونیت نواز شعور نے ہوا و ہوس کے رسوخ میں جو زور پیدا کر دیا تھا وہ آزادی کی سطح پر پہنچنے کے بعد بھی بحال رہ گیا جس سے خلوص و وفا کی جانب پر آئین شناسی کا حکومت پذیر شعور دب گیا تھا۔ موسےٰ علیہ السلام کی قوم بھی ہوا و ہوس کے غالب اثر میں مبتلا تھی اندا وہ اُس کو اُس اثر سے پاک بنانا چاہتے اور اسی مقصد کے ضمن میں وہ طور پر بھی تشریف لے گئے تھے۔ لیکن مذہب کی علمی رہنمائی نے اُن میں افتراق اور سامری کی ساحرانہ صنعت نے اُن میں مشرکانہ دھڑے بازی کا ابھار پیدا کر دیا جس کو فرد کرنے کی خاطر حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے موسےٰ علیہ السلام کے غضب کا روپ دھارا۔ دھڑے بازی کی شدّت کو غضب سے دبا دینے کے بعد موسےٰ علیہ السلام نے امن آفرینی کا انقلابی نظام نافذ کر دیا جس سے ذوالقرنینی تدبّر کے ملّی شعور کی آئینی صلاحیتوں کو زور پہنچانا مقصود تھا۔ موسےٰ علیہ السلام نے اسرارِ ولایت کے رُوحانی شعور کی خضریؑ رہبری میں اس مقصد کو پورا کر لیا جس سے ارضِ مقدس کی ملّت آفرین تقدیس کا حقیقی نفاذ عمل پذیر ہوگیا۔ بعد میں دھڑے بازی کے عالمی انداز کو فرد کرنے اور امنِ عالم کو برقراری بخشنے کی خاطر ذوالقرنین کے ملّی شعور کی تمکین کے امری سبب کی تخلیق کا مواد ارضِ مقدس ہی کے آئینی انداز کی سطح سے پیدا ہوا۔ خلافت فی الارض کی داؤدیؑ تعمیر بھی اسی پاک سرزمین میں بنا پذیر ہوئی جس نے سلیمانیؑ سلطنت کے عظیم محل کی صورت اختیار کرتے ہوئے کل دنیا کو امن کا دینی سہارا بہم پہنچایا اور خیر و برکت کی بلند ترین سطح پر پہنچ کر ارضِ مقدس ہی کی ملّی الاوّلیت نے اسلام کے عالم افروز شمس کی صورت اختیار کی جس نے انحطاطِ ملّت کے پہلے اور دوسرے دَور میں بھی خلوص و وفا کی ملّی فضاؤں کو منوّر بنایا۔ لیکن ہوا و ہوس کی جانب پر خصومت کی تپش پیدا کرتے ہوئے مذہبی دھڑے بازی کو ابھارا اور پھر مغرب الشمس کے مرحلہ پر فرد ہو گیا

## ارضِ مقدس کا تعمیری انقلاب

عالمی آزادی کے موجودہ دَور میں جب کہ غیر ملّی آمریت کی شکست خوردہ چھوٹی بڑی کل طاقتیں عالمی مشاورت کے ابراہیمیؑ شعور کی سطح سے نیچے اُتر کر منزلِ نوحؑ اور ھبوط آدمؑ کی سطح پر پہنچ چکی ہیں اور مشاورت کی ابراہیمیؑ سطح سے اوپر موسویؑ منزل پر غیر ملّی جمہوریت کا فرعونی اقتدار و رسوخ بھی

Marfat.com

شکست کھا چکا ہے تعبیرِ دین و ملت کے روحانی ارتقاء کی آزادانہ سطح پر ارضِ مقدسہ ملت کے سامنے رکھ دی گئی ہے اور اقوامِ ملت کا داخلہ اس میں دوبارہ کھل چکا ہے۔ جس طرح انحطاط کے دوسرے دور میں وہ ایک ایک کر کے اس سے نکلیں اسی طرح ایک ایک کر کے اب وہ اس میں داخل ہوں گی۔ سب سے پہلے ارضِ مقدسہ میں وہ قوم داخل ہو گی جس کو موسےٰ علیہ السلام کی قوم سے طبعی مماثلت اور اصولی مشابہت حاصل ہے یعنی جس نے ارضِ مقدسہ میں داخلہ حاصل کرنے کے لئے غیر ملی حاکمیت کے فرعونی انداز اور غیر ملی اکثریت کے لادینی اختلاط سے بیک وقت نجات حاصل کی ہے۔ حق تعالےٰ کی ملت آفرین روح کے موسوی شعور نے ارضِ مقدس کی تعمیر کے لئے جو وطن اس قوم کو عطا کیا ہے وہ تقدیسِ حیات کی تعمیر کے لئے آئین پسندی کی روحانی خوبیوں کا مالک ہونے کے علاوہ امنِ عالم کی محافظت میں زور پیدا کرنے کے لئے طبعی حیثیت کی دیگر کل خصوصیات کا بھی حامل ہے۔ اس کے دو حصے ہیں اور دونو کی روحانی عظمت قدیم اور مدنی وجاہت عظیم ہے۔ ویدک زمانے میں مغربی حصہ کو برہما ورت کہا جاتا اور مشرقی حصہ کو دیوا ستھان مانا جاتا تھا۔ نو کھنڈ اور ست دیپ کے پورانک نام بھی اسی پاک وطن کے پیدائشی مقصد کی روحانی تشریح فہم میں لاتے ہیں۔ ارضِ مقدس کے معنوی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے ارضِ قدیم کا وہ پاک خطہ جب ملت کو عطا ہو گیا تو وہ اپنے پاک عزائم کی جدید انگیخت کو ہوا و ہوس کی پرانی آلودگیوں سے پاک کئے بغیر ہی پاکستان میں داخل ہو گئی۔ اور نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا۔ مذہبی افتراق اور سیاسی دھڑے بازی نے اسی طرح سر اٹھایا جیسا کہ موسےٰ علیہ السلام کی قوم میں اٹھایا تھا اور دھڑے بازی نے اسی طرح کی امن سوز شدت بھی اختیار کی جیسی کہ اس وقت کی تھی۔ دھڑے بازی کی شدت کو دبانے کے لئے حق تعالےٰ کی انقلابی روح کا موسوی غضب بھی اسی طرح نزول فرما ہوا جیسا کہ اس وقت ہوا تھا۔ عوامی زندگی کو اس غضب نے سیاسی بدامنی اور اقتصادی فساد سے نجات بھی دلائی اور پھر امن آفرینی کے ذوالقرنینی شعور کو بیدار کرنے کی خاطر انقلابی نظام بھی نافذ کر دیا گیا جس کی کامیابی اب یقینی صورت اختیار کر چکی ہے۔ امن آفرینِ انقلاب کی با اقتدار قیادت کے اسلامی انداز کی سطح پر دینی عزائم کی ملت افروز انگیخت عمل پذیر ہو چکی ہے جس کے حق پرور اثر میں ذہنی۔ فکری۔ علمی اور اخلاقی قابلیت کے روحانی گوشوں سے اسلامی حکمت کا خضری شعور بھی معرضِ شہود میں آنا شروع ہو چکا ہے اور اس شعور کی روحانی رہبری میں عزم و ہمت کی

Marfat.com

امن آفرین جانب پر ذوالقرنینی تدبّر کے عملی انہماک میں عوامی صلح پذیری کا خصوصت تسکین زور بھی پہنچنے لگ چکا ہے۔ اور اب خلوص و وفا کی ملّی اور غیر ملّی جانب پر یہ امر یقین کی عالمی حد کو پہنچ چکا ہے کہ ارضِ مقدس کے طہارت آفرین انقلاب کو اگر ہوا و ہوس کے ناپاک تاثرات سے محفوظ رکھا گیا تو خلوص و وفا کے حق پذیر اثر میں اُس کی کامیابی نہ محض اسلامی دنیا میں حیاتِ ملّت کو امن و اطمینان کی سطح پر بلند کرے گی بلکہ عالمی امن کی برقراری میں استقلال پیدا کرنے کی خاطر اقوام کے مشاورتی شعور کی سطح پر نظریاتی دھڑے بندیوں کو فرد کرنے کا بھی لازمی موجب ثابت ہوگی۔ اُس انقلاب کی یہ اسلامی خوبی ہے کہ اس کا آغاز جمہوریت کے عوامی شعور کی ابتدائی سطح سے ہمہ گیر طور پر عمل میں لایا گیا ہے اور اُس کے ترکیبی انداز میں اہل وطن کے ہر شعبۂ حیات کو جمہوریت کے اسلامی شعور کی منصفانہ حد تک آزادی کا مستحق سمجھا گیا اور ساتھ ہی جمہوریت کے ترکیبی انداز میں اُن سب کی نمائندگی کے حکیمانہ شمول کا انتظام بھی کر دیا گیا ہے۔ البتہ خلوص و وفا کے عوامی اثر اور دیانتدارانہ رسوخ کو اقتدار کی سطح پر پہنچانا اب بھی فہم و فراست کے عوامی شعور کی ذمہ داری میں ہے اور اگر عوام ہوا و ہوس کے شعوری اور غیر شعوری تاثرات سے محفوظ رہتے ہوئے اپنے فہم و فراست کا صحیح اور دیانتدارانہ استعمال عمل میں لائیں تو اس مقصد کا حل اُن کے لئے اب آسان ہو چکا ہے

## امنِ عالم کو برقرار بنانے کی سب سے بڑی اور اصل ذمہ داری ملّت پر عائد ہوتی ہے

قرآن پاک کے اصولی مفہوم کی روشنی میں ذوالقرنین کے متعلق روایتی حیثیت کے کل قصّے اور داستانیں اسی حقیقت کی اصولی تائید میں ہیں کہ جس رہنما اور جس قائد کی مخلصانہ رہنمائی اور دیانتدارانہ قیادت اور جس حکمران یا حکومت کی امن آفرین حکمتِ عملی انسانی معاشرہ کے دو شدید دھڑوں میں سے پُرامن اور صلح پسند عناصر کے دو قرنوں کو آپس میں ملا کر اُن کی متحد امداد و حمایت سے دھڑے بازی کو فرد کرنے اور امن کو برقرار بنانے میں کامیابی حاصل کر لے وہ اپنے اصولی کردار کی رو سے ذوالقرنین ہے اور یا کسی نہ کسی اصولی حیثیت میں وہ اُس ذوالقرنین کی مثیل ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ تعمیرِ دین و ملت کی راہ پر حق تعالےٰ کی امری رُوح نے جس طرح گمراہی کے

خاص خاص حالات کی صورت میں خاص خاص نبیوںؑ سے کام لیا تھا۔ اسی طرح دھڑے بندی کے قومی اور عالمی حالات کی امن سوز صورت میں اُس نے ذوالقرنین سے کام لیا۔ انحطاطِ ملّت کی تکمیل کے بعد تعمیرِ دین و ملّت کے جدید اُبھار کی راہ میں بھی اُن کلّ انبیاءؑ کی اپنے اپنے مخصوص وقتوں پر اُسی طرح ضرورت پیش آتی ہے جیسے کہ پہلی دفعہ آچکی ہے۔ اور اسی طرح ذوالقرنین کی ضرورت کا بھی ایک وقت ہوتا ہے اور وہ وقت آج پیدا ہو چکا ہے۔ اُن کلّ انبیاءؑ کی نبوتیں ختمِ نبوتؐ کی محمدی شان میں جمع اور زندہ موجود ہیں جن میں ذوالقرنینی قیادت کی خضریؑ روح بھی شامل ہے اس لئے نہ تو کسی نبیؑ کے مبعوث ہونے کی ضرورت ہی باقی ہے اور نہ کسی رہنما۔ کسی قاید۔ کسی حکمران یا کسی حکومت کو ہی یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ خضرؑ یا ذوالقرنین ہونے کا دعوےٰ کرے۔ البتہ یہ فرض ملت کے ہر فرد پر عاید ہوتا ہے کہ حالات کی جس جس صورت میں جس جس نبیؑ کی تعلیم ہو اور ہوس کے شیطانی اثر کی انسانیت کش طاقت کو مٹانے کا باعث بنی اُن کلّ صورتوں کی شناخت عمل میں لاتے ہوئے اُن میں اُن کلّ انبیاءؑ کی تعلیم و ہدایت کو جو قرآن پاک میں موجود ہے نفاذ پذیر بنانے کی کوشش عمل میں لائے۔ اور اسی طرح دھڑے بازی کے عالمی۔ قومی اور قبیلوی حالات کی خصومت پذیر صورت میں ذوالقرنین کی صلح آفرین ترکیب پر عمل پیرا ہوتا ہوا اپنی اپنی توفیق کے مطابق دھڑے بازی کو مٹانے کا قصد جاری رکھے

ملّت کے وجود میں اُس کے اِس اعتقاد کی اجتماعی رُوح جان کی حیثیت رکھتی ہے کہ خاتم النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت زندہ ہے اور جب انحطاطِ ملّت کے بعد اُس کی دوبارہ تعمیر شروع ہو گی تو اس کو تکمیل پر پہنچانے کے لئے امام محمد مہدی علیہ السلام والتحیۃ شہودِ حیات کی عملی سطح پر ظہور فرما ہوں گے۔ ملّت کے اعتقاد میں یہ مسلّمہ بھی حقیقت کی حیثیت میں شامل ہے کہ امام پاکؑ کی شان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی شان کا دوسرا شہود ہو گا۔ اس حقیقت کو اعتقاد میں رکھتے ہوئے یہ امر بھی مسلّمہ حیثیت اختیار کر لیتا ہے کہ امام محمد مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پیشتر اُن کلّ انبیاءؑ کا کام ترتیب وار طور پر سرانجام پا جانا ضروری ہے جنہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے اپنے مخصوص وقت اور مخصوص جگہ پر تعمیرِ دین و ملت کے کام میں اپنا اپنا تعمیری حصّہ ادا کیا۔ انحطاطِ ملّت کی تکمیل کے بعد اُس کی تعمیر شروع ہو چکی اور اب عیسےٰ علیہ السلام کی منزل پر ہے جن کی نبوت کا کام حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح شانِ نبوت کی محمدی سطح سے سرانجام

Marfat.com

دے رہی ہے اور باقی انبیاءؑ کی نبوّتوں کا کام بھی نبوّتوں کی اسی مجموعی شان سے لیا جائے گا اور جب تک وہ کام پورے طور پر سرانجام نہیں پا جاتا اور ہوا و ہوس کی عیارانہ سطح پر جبر و استبداد کی مادّی طاقتوں کو تنبیہ کرنے اور خلوص و وفا کی مجبور سطح پر مذاہبِ عالم کے مادّی امراض کو دور کرتے ہوئے شانِ امامت کی مقبولیّت کا پُرجوش توافق پیدا کرنے کی خاطر عوالمِ علویّہ کی پُراسرار فضاؤں سے رُوحانیّت کی عیسوئی لہر اپنا کام سرانجام نہیں دے لیتی امام موعودؑ کا ظہور عمل میں نہیں آئے گا۔ جس فردِ ملّت کے دل میں بھی اسلامی عقیدت صحیح و سالم طور پر زندہ ہے اُس کی یہ آرزو بھی فطری ہے کہ اُس کو امام علیہ السلام کی ملاقات کا شرف نصیب ہو۔

ملّت کا ہر وہ فرد جو شیطانی طاقت کی کسی بھی صورت کے مقابلہ میں حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے زیرِ اثر نبوّت کی ضلالت کُش تعلیم و ہدایت کو زندہ کرتا ہے وہ یقیناً امام محمدؐ مہدی علیہ السلام کا وفادار ساتھی ہے کیونکہ وہ آنحضورؐ کے ظہور کو قریب تر بناتا ہے اور جب وہ گمراہی اور ضلالت کے حالات کی کسی بھی صورت میں حق و صداقت کا نفاذ عمل میں لانے کی خاطر اسی نبیؐ کی نبوّت کا حکمی وسیلہ اختیار کرتا ہے جس کی تعلیم اُن حالات کے لئے امری طور پر مختص ہوتی ہیں تو وہ امام مہدی علیہ السلام ہی کی ہدایت کا نفاذ عمل میں لا رہا ہوتا ہے کیونکہ اُس نبیؐ کی نبوّت جمیع الانبیاءؑ کی نبوّت میں شامل ہے اور امام محمدؐ مہدی علیہ السلام کی شان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کا حقیقی عکس اور ولایت محمدیہ کا حقیقی وجود ہے لہٰذا کل انبیاءؑ کی نبوّتوں کا مجموعی عکس اور کل اولیاء کی ولایتوں کا امری مجموعہ ہے۔ جو شخص قرآن پاک میں تحقیق پیدا کرتے ہوئے انبیاءؑ کی اصل تعلیم کو روشنی میں لاتا اور اُس سے ملّت کے اسلامی ادراک کو منوّر بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ امام پاکؑ کا مخلص اور وفادار ساتھی ہے اُس کو امام علیہ السلام کی ملاقات کا شرف حاصل ہونا امری طور پر یقینی ہے۔ جب تک آپ کا ظہور عمل میں نہیں آتا آپ کی ملاقات قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی ادراک افروز کیفیت کے سرور بخش انداز میں عمل پذیر ہوتی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امام قرآن اور قرآن امام ہے۔ جب تک امام کا ظہور عمل میں نہیں آتا قرآن پاک کے اصل مفہوم کی عالم افروز مشعل عملی طور پر روشن نہیں ہو گی اور نہ تعمیرِ دین و ملّت کی تکمیل ہی عمل میں آکر امنِ عالم کی تکمیل کا موجب بنے گی

آج ملّت اپنے انقلاب کے اُس مرحلہ پر پہنچ چکی ہے جہاں نورِ عقل کی امری روشنی ہوا و ہوس کے

Marfat.com

مقابلہ میں خلوص و وفا کے طبعی انداز کو حکمت کا عملی زور بہم پہنچاتی اور معاشرہ کو کامیابی کے نزدیک بناتی ہے اور یا تعمیرِ دین و ملّت کی راہ پر موسوئ دَور کی اس منزل پر پہنچ چکی ہے جہاں ملّت کے تعمیری شعور کا موسوئ انداز اسرارِ ولایت کی خضریٔ سطح سے علمِ رُشد کی حکمت افروز روشنی وصول کرتا اور دھڑے بازی کی امن سوز شدّت کے خلاف ذوالقرنین کے انقلابی نظام کا نفاذ عمل میں لاتا ہے ملّت کا کوئی بھی فرد جس کی عقیدت کا حق تعالےٰ کے ساتھ محکم رشتہ وابستہ ہے انقلاب کی راہ پر اُس کے دل کا خلوص اور اُس کے مخلصانہ عزم میں وفا کا شعور حق تعالےٰ کی امری روشنی کا مستحق قرار پا چکا ہے۔ اور اسی طرح تعمیرِ دین و ملّت کی راہ پر اُس کے مخلصانہ تدبّر کا موسوئ شعور اسرارِ ولایت کی روحانی سطح سے علمِ رُشد کی وصولی کا حق پیدا کر چکا ہے۔ اگر حق رسی اور صداقت یابی کے موجودہ حالات کی موزوں صورت میں وہ اپنی پوری توجہ سے قرآن پاک کو سر آنکھوں پر اٹھالے اور اپنے حق طلب سینہ سے لگالے تو اُس کے ادراک کی حقیقت رسی کا قرآن پاک کے اصل مفہوم کو پا لینا آسان اور یقینی ہو چکا ہے۔ انقلابی حالات کی موجودہ صورت تعمیرِ دین و ملّت کی راہ پر امام مہدی علیہ السلام کا ساتھ اور اُن کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے کا نادر موقعہ ہے جس کو ضائع کرنا زندگی کی سب سے بڑی بدقسمتی ہے

---

Marfat.com

Marfat.com

# ساتواں باب

# مذہب

# ارتقائے حیات کی راہ پر فکرِ انسانی کا فطری انداز

آغازِ آفرینش سے لے کر آج تک فطرتِ انسانی اپنے عمل کی ایک ہی راہ پر رواں چلی آتی ہے۔ ارتقائے حیات کی راہ پر فکرِ انسانی حرصِ زیست کے روحانی اور مادّی دونو پہلوؤں کا اثر قبول کرتی چلی آرہی ہے اور حیاتِ انسانی کے اخلاقی وقار کی بحالی اور برقراری کے لئے حق تعالےٰ کی انقلابی روح فکرِ انسانی کے روحانی انداز کو اس کی مادّی انگیخت پر ہمیشہ غالب بناتی رہی ہے۔ حرصِ انسانی کے ذہنی۔ فکری اور علمی ارتقاء کا مادّی انداز تکوینِ حیات کی اخلاقی روح پر کسی وقت بھی فتح حاصل نہیں کر سکا۔ اور اگر وہ خلوص و وفا کے روحانی انداز پر کسی وقت غلبہ حاصل کر بھی لے تو وہ غلبہ ہمیشہ کے لئے برقرار نہیں رہتا۔ حق تعالےٰ کی انقلابی روح اس کو ختم کر دیتی ہے۔ ھبوطِ آدمؑ سے لے کر نزولِ قرآن تک کے عرصہ میں تو اس حقیقت کی عملی واقعیت کا وجود اعتقادی طور پر مسلّمہ ہے لیکن انحطاطِ ملت کے دوران میں جب ملت کی فکری استعداد قرآن پاک کے حقیقی مفہوم کی روشنی سے محروم ہو گئی اور اس کا اخلاقی وقار اقوامِ عالم کے غیر ملّی اختلاط اور غیر اسلامی ارتباط کی مجلسی انگیخت سے متأثر ہو گیا تو اس حقیقت کا اعتقادی رسوخ بھی یقین کی سطح سے گرنے لگ گیا۔ اور ارتقائے حیات کے موجودہ مرحلہ پر جبکہ حیاتِ انسانی عہدِ طفولیت سے گذر کر دورِ شباب کے بھی اخیر میں پہنچتی ہوئی معلوم دیتی ہے اور انحطاطِ ملت کی تکمیل کے بعد دین و ملت کی تعمیر بھی شروع ہو چکی ہے فکرِ انسانی کی ادراکی استعداد نے ہوا و ہوس کے شباب پر پہنچ کر مادّی تحقیق کے درجہ کو اس حد تک بلند کر دکھایا ہے کہ اس کے حیرت انگیز نتائج کا خشم آفرین انداز روحانی معتقدات اور اخلاقی مسلّمات کے اعتقادی رسوخ کو خطرناک حد تک مجروح بنانے کا موجب بن چکا ہے۔ حیاتِ انسانی کے فنّی اور صنعتی شہود کی سطح پر مادّی نمود و نمائش کے شوکت آفرین اسباب کی مقابلہ وار تخلیق اتنی تیز ہو چکی ہے کہ اس کے تحیّر انگیز تأثر کے مقابلہ میں اخلاقی عقائد کی قدیم روح فکری ارتقاء کے میدان سے پسپا ہو کر قدامت پسندوں کے خوابیدہ دلوں میں پناہ لینے کی خاطر خلوص و وفا کے گوشوں میں صدق و صفا کا سہارا ڈھونڈ رہی ہے

Marfat.com

فکرِ انسانی کے مادّی انداز کی سطح پر فطرت کے غیر مخلوق اصولوں کی ازلی برتری تسلیم و رضا کے یقین نواز شعور کی اعتقادی سطح سے گر تو بہت بڑی حد تک چکی ہے لیکن حق تعالےٰ کے ازلی اصولوں کی اخلاقی رُوح اِس صورتِ حال کو دیر تک برداشت نہیں کر سکتی۔ حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے فکرِ انسانی کی اخلاقی سطح پر حیاتِ انسانی کے جوانی کو پہنچ جانے کے بعد اُس کو ہوا و ہوس کے شباب انگیز تاثرات سے بچانے اور اس حقیقت کا عملی ثبوت بہم پہنچانے کی خاطر کہ کوئی بھی طاقت اپنے مادّی حشم اور فنّی استعداد کی صنعتی شوکت کے بل پر اصولِ فطرت کی اخلاق پرور طاقت کو مغلوب نہیں بنا سکتی۔ رُوحانی تحقیق کے ارتقائی انداز میں بھی پورا پورا زور پیدا کر رکھا ہے۔ اور بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جبکہ حق تعالےٰ کی امری رُوح خلوص و وفا کی حکمت پذیر سطح پر انسانی عقیدت کو صدق و صفا کا عرفانی سہارا بہم پہنچاتے ہوئے مذہب کی اصل حقیقت کو آشکار کر دے گی جس سے نہ صرف عالمی مذاہب کے مصنوعی اختلافات ہی مٹ جائیں گے بلکہ فلسفہ اور سائنس کی حیات کُشا اور زیست آرا رُوح بھی اس میں جذب ہو جائے گی۔ اور مادّہ پرستی کی اخلاق سوز بنا پر کھڑے کئے ہوئے وہ کلّی طور پر طریق جن کو صرف ہوا و ہوس کا سہارا حاصل ہوتا ہے کلّی طور پر ختم ہو جائیں گے۔ ارتقائے حیات کی موجودہ سطح پر فکرِ انسانی کی رُوحانی تحقیق کا انداز صرف وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو خلوص و وفا کی سطح پر ارتقائے حیات کی اخلاقی رُوح سے عملی طور پر متاثر ہو چکے ہیں

## مذہب حیاتِ انسانی کے تغیّر پذیر وجود میں رُوح کی حیثیت رکھتا ہے

حق تعالےٰ کی امری روح نظامِ کائنات کی خلقی ترکیب میں آئینِ تکوین کے اصولی عرش پر مستوی اور حیاتِ انسانی کو اپنی انقلاب آفرین اقتضاء کے تسلسل انگیز اثر سے ہر لمحہ متاثر بناتی رہتی ہے۔ حیاتِ انسانی کی ملّی سطح پر اس اثر نے نبوت کی صورت اختیار کر رکھی ہے جو شانِ محمدؐ کے حق افروز کمال کی رُوحانی حیثیت میں زندہ موجود ہے۔ ملّی عقیدت کی ادراک افروز سطح پر وہ امامت کی حیثیت سے اور ملّی ادراک کی عقیدت افروز سطح پر وہ ولایت کے اسرار آموز انداز میں برقرار رہتی ہوئی حیاتِ ملّی کی خلقی رُوح کو متاثر بناتی رہتی ہے جس سے حیاتِ انسانی کا انقلابی

چکر اپنے امری مدار پر رواں و دواں رہتا ہے۔ اگر انسانی عقیدت کے روحانی تعلق کی وابستگی جو انسانی زندگی کے اعتقادی انداز کی سطح پر مذہب کی کسی نہ کسی صورت میں موجود رہتا ہے۔ حق تعالےٰ کی امری روح کے ساتھ محکم انداز میں برقرار رہے تو زندگی کے انقلابی چکر کی راہ پر وقتی حالات کی امری موزونیت کے مطابق انسان کا ملّی شعور براہِ راست طور پر اور اُس کا غیر ملّی شعور حکمت آموزی کی ملّی وساطت سے ولایت۔ امامت اور نبوّت کے حیات افروز فیوض کا وصول عمل میں لاتا رہتا ہے جس سے حیاتِ انسانی کے انقلابی مقاصد کا ایفاء عمل پذیر رہتا ہے۔ لیکن اگر حیاتِ انسانی کی ملّی اور غیر ملّی ہر دو سطح سے حق تعالےٰ کی امری روح کے ساتھ انسانی عقیدت کا رشتہ کلّی طور پر منقطع بھی ہو جائے تو اُس صورت میں بھی حق تعالےٰ کی امری حکمت کا انقلاب افروز شعور تکوینِ حیات کی آئینی اقتضاء کے اصولی انداز میں انسانیت نوازی کے ربوبیتی انداز پر برقرار ہی رہتا ہے اور حیاتِ انسانی کے تخلیقی مقصد کو اُس کے ایفاء کی عبودیت افروز سطح پر پہنچا ہی دیتا ہے۔ اُس صورت میں آئینِ حیات کی انقلابی اقتضاء جب اپنا امری مقصد پورا کر لیتی ہے تو حق تعالےٰ کے ساتھ عقیدت کا وہ رشتہ جو ہوا و ہوس کی شہد نما زہر خورانی سے مُردہ ہو چکا ہوتا ہے دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے۔

جب تک نظامِ کائنات موجود ہے اُس کی امری ترکیب کے آئینی انداز کی بلند سطح پر حیاتِ انسانی کا انقلاب پذیر وجود بھی بحال رہے گا۔ اور جب تک امرِ تکوین کے فکاں انگیز اثر کی شہود پذیر سطح پر حیاتِ انسانی کا فکر انگیز شعور بحال ہے فکرِ انسانی کے اختلاف پذیر ادراک کی سطح پر عرفانِ حقیقت کے ملّی شعور کی عقیدت افروز حلقہ بندی بھی برقرار رہے گی۔ حق تعالےٰ کی امری روح کے ساتھ ملّی عقیدت کے عبودیت نواز رشتہ کی وابستگی حیاتِ انسانی کے لئے حق تعالےٰ کے ربوبیتی انداز کی امری کیفیت کو معرضِ شناخت میں لاتی ہے۔ اور حق تعالےٰ کی امری ربوبیت کا حکمت افروز انداز معرضِ شناخت میں آکر ملّی عقیدت میں عرفانِ حقیقت کا روحانی زور پیدا کرتا اور غیر ملّی عقیدت کے مُردہ جسم میں تسلیم و رضاء کی عبودیت افروز جان ڈال دیتا ہے۔ غیر ملّی عقیدت کا عبودیتی شعور جوں جوں بلند ہوتا ہے وہ ملّی عقیدت کے قریب ہوتی جاتی ہے اور اگر اُس کی پختگی تکمیل کو پہنچ جائے تو پھر وہ ملّی عقیدت کی صورت اختیار کر لیتی اور مذہبی اعتقاد کا ملّی حلقہ

Marfat.com

قبول کرلیتی ہے

حق تعالےٰ کائنات کو پیدا کرنے کے بعد اُس کو اپنے حال پر چھوڑ کر کہیں چلا نہیں گیا۔ بلکہ اُس کا تخلیقی امر ہر لمحہ مخلوق کے خلقی انداز پر متصرف رہتا ہے۔ حیاتِ انسانی کے انقلابی چکر کی راہ پر کوئی بھی ایسا نقطہ نہیں اور یا اُس کے ارتقائی دَور کی راہ پر کوئی بھی ایسا لمحہ نہیں جہاں اور جب کہ حق تعالےٰ نے اپنے امر کا تخلیقی تعلق اور اپنے تخلیقی تعلق کا امری تصرف حیاتِ انسانی سے روک لیا ہو اور یا فکرِ انسانی کا ادراکی شعور ہی حق تعالےٰ کے امری تصرف اور یا اس کے ساتھ حیاتِ انسانی کے خلقی تعلق کی شناخت سے محروم ہو گیا ہو جب کہ فکرِ انسانی کا امری مقصد ہی اپنے ادراک کو حق تعالےٰ کی امری حکمت سے منوّر بنانا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ خالق و مخلوق کے اُس رشتہ کا جو فکرِ انسانی کے ادراک کی سطح پر عرفانِ حقیقت کی اور جذبات و احساسات کی سطح پر عقیدت کی رُوحانی شکل اختیار کر لیتا ہے حیاتِ انسانی کی مجلسی سطح پر مذہب کے اخلاق افروز انداز میں برقرار رہنا قدرتی طور پر لازمی ہے۔ گویا حیاتِ انسانی کے تغیّر پذیر وجود میں مذہب کو جان کی حیثیت حاصل ہے۔ جب حیاتِ انسانی مشکلات و مصائب میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اُس سے نجات حاصل کرنے کی خاطر صحیح ترین طریق مذہب کی اصل حقیقت کو مصنوعی نوعیّت کے افتراق انگیز اختلافات کی اعتقادی تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانا ہوتا ہے

فکرِ انسانی کے مادّی ارتقاء کی دل آویز عجوبہ کاری جو انسانی زندگی کے عملی انداز میں اُس کی غیر ملّی جانب پر آرائشِ زیست کا صنعت افروز سامان بنی ہوئی ہے۔ فہم و فراست کے موجودہ انداز کی سطح پر یہ گمان پیدا کرنے کا باعث تو ہو سکتی ہے کہ حیاتِ انسانی اپنی عمر کے ابتدائی مرحلہ کو طے کر لینے کے بعد اب شباب پر پہنچ چکی ہے لیکن قدیم معتقدات و مسلّمات کی سطح پر اُس کی فکر آشوب تحیّر انگیزی ہوا و ہوس کے اس جہل پذیر دعوے کی تائید میں نہیں کہ سائنس کی ترقی کے موجودہ مرحلہ پر مذہب کی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ سائنس کی زیست آرا اور جہاں زیب ترقی اس امر کی دلیل ہے کہ فکرِ انسانی کا رُوحانی ادراک بھی نورِ عقل کی امری روشنی سے اسی قدر منوّر ہو چکا ہے جیسے کہ اُس کا مادّی ادراک درخشاں نظر آتا ہے۔ سائنس کا علمی انبار ہوا و ہوس کی مغلوب سطح پر خلوص و فنا ہی کے غالب اثر میں انگیخت پذیر ہوتا اور پھر حق تعالےٰ کی امری رُوح کے تخلیقی انداز سے متاثر ہوتا ہوا

ہوا و ہوس کے غالب اثر میں کمال پر پہنچتا ہے۔ حق تعالےٰ کی امری رُوح خلوص و وفا کے مشہود یا مستور انداز کی حکمت پذیر سطح پر فکرِ انسانی کے رُوحانی ادراک کو بھی علم و حکمت کے مادّی اُبھار کے ساتھ ہی ساتھ بلکہ اُس سے بھی آگے آگے منوّر بناتی رہتی ہے۔ اور اگر خلوص و وفا کا خاصّہ ہوا و ہوس کے غالب اثر میں دبا ہُوا ہو تو اُس کی غیر ملّی سطح پر فلسفہ کی انگیخت کو عمل پذیر بنا دیتی ہے۔ اور جب فکرِ انسانی کے رُوحانی ادراک کی سطح پر فلسفہ کی روشنی مکمل ہو جاتی ہے تو عقیدت کا رشتہ اس کو مذہب کی صورت میں بدل دیتا ہے۔ علم و حکمت کا مادّی وجود سائنس کے علمی شہود کی صورت میں حیاتِ انسانی کے جسم میں طاقت کا حکم رکھتا ہے اور خالق و مخلوق کے عبودیّت افروز رشتہ کی عرفانی شناخت کا رُوحانی انداز اگر ہوا و ہوس کے غالب اثر میں فلسفیانہ اختلافات کا شکار نہ ہو جائے تو مذہبی عقیدت کی سطح پر اس جسم میں جان کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے جو زندہ رہنے کے لئے ہمیشہ ضروری ہوتی ہے

## قرآنِ پاک مذاہبِ عالم کی اصل حقیقت کا ترجمان اور مؤیّد ہے

قرآنِ پاک کے نازل ہونے سے پیشتر مذہب گمراہی کی جس سطح پر قرار پذیر تھا۔ انحطاطِ ملّت کی تکمیل کے بعد پھر اسی سطح پر پہنچ گیا۔ اور حیاتِ انسانی کا مجلسی انداز مذہب کی بگڑی ہوئی صورت کے افتراق انگیز انداز کی سطح سے ہٹ کر سیاسی شعور کے سہارے پر کھڑا ہو گیا۔ ہوا و ہوس کے اثر میں آکر فکرِ انسانی کا سیاسی شعور بھی جب خود غرضی کا شکار ہو گیا تو حیاتِ انسانی کی سیاسی سطح پر مختلف نوعیّت کے مصنوعی نظریات کی تخلیق عمل میں آکر امنِ عالم پر ایک شدید ضرب پہنچانے کا باعث بن گئی۔ عالم گیر جنگ کی اس عظیم ضرب نے ملّت کی مذہبی رُوح کو از سرِ نو بیدار کر دیا۔ اہلِ علم کے تحقیق پسند طبقہ نے قرآنِ پاک کے اصل مفہوم کی تحقیق پہلے سے ہی شروع کر رکھی تھی اسلام کی نوخیز رُوح نے اس میں اور زور پیدا کر دیا۔ جنگ کے بعد امن و آزادی کی مشاورتی سطح پر ملّت کی فکری استعداد کو مذہب کی نوخیز رُوح کا سہارا مل جانے سے جب ملّت کے عالمی وقار کو بحالی اور برقراری حاصل کرنے کی معقول راہ ہاتھ آگئی تو غیر ملّی اقوام کے سیاسی نظریات کی تخاصم انگیز شدّت نے امنِ عالم کو ایک دوسری جنگ میں

Marfat.com

جھونک دیا جس کے آمریت کش خاتمہ نے امن و آزادی کی جدید سطح پر ملّت کے بین الاقوامی وقار و رسوخ کو بحال و برقرار بنا دیا۔ اور ملّت میں مذہبی تحقیق کا شوق و شغف اور بڑھ گیا جس کے حقایق افروز نتائج کی حکمت آموزی خلوص و وفا کی ملّی سطح پر یہ یقین پیدا کرنے کا موجب بن گئی کہ حیاتِ انسانی کے موجودہ مشکلات کو حل کرنے کا واحد اور مؤثر ذریعہ صرف مذہب ہے

تعمیرِ دین و ملّت کی تکمیل کے موقعہ پر دنیا کے کل مذاہب جو انبیاءؑ کی اصل تعلیم کا بگڑا ہوا مواد اور فکرِ انسانی کی خود غرضانہ صنعت کا گمراہ کن ہتھیار تھے۔ قرآنِ پاک کی روشنی میں اپنے اپنے اصل مفہوم کی سطح پر پہنچ کر جو حقیقت میں ایک ہی تھا دوبارہ زندہ ہو گئے تھے۔ اُن کے پیروؤں میں سے حق شناس لوگ تو ملّت میں شامل ہو گئے اور جو باقی رہ گئے انہوں نے انحطاطِ ملّت کے قدرتی اسباب میں مصنوعی زور پیدا کرنے کا وطیرہ اختیار کر لیا تھا۔ آج تعمیرِ دین و ملّت کی موسوی منزل پر پہنچ جانے کے بعد جبکہ استعمار و ملوکیت کے فرعونی انداز کو زندگی کی عالمی سطح پر ہر جگہ شکست مل چکی اور مل رہی ہے اور امن و آزادی کے جدید ابھار کی سطح پر ملّی۔ غیر ملّی۔ چھوٹی اور بڑی سب قومیں اکٹھی ہو چکی اور ہو رہی ہیں اور زندگی کی ہر اونچی۔ نیچی۔ قومی اور عالمی سطح پر غیر مذہبی نظریات کی تخاصم انگیز شدت نے حیاتِ انسانی کو دھڑے بازی کے انتہائی انداز میں مبتلا کر رکھا ہے اُن نظریات کو شکست دینے کی خاطر مذاہبِ عالم کے اصل مفہوم کی وحدت آفرین حقیقت کو وضاحت میں لانے کی کوشش کرنا اشد طور پر ضروری ہو چکا ہے ورنہ حیاتِ انسانی کو دھڑے بازی کے خطرناک نتائج سے نجات دلانا ناممکن ہو جائے گا۔

امن و آزادی کے موجودہ مرحلہ پر انسانی زندگی کو ویسی ہی مشکل درپیش ہے۔ جیسی موسےٰ علیہ السلام کو اتمامِ میقات کی راہ پر پیش آئی تھی اور یا جیسی ذوالقرنین کو سدّین کے درمیان پہنچ جانے کے بعد پیش آئی اُن دونو صورتوں میں وہ مشکل رشد آموزی کے خضریؑ طریق کی روحانی حکمت سے حل ہوئی تھی۔ تعمیرِ دین و ملّت کے موسوی دور میں تو مختلف اقوام و قبائل کے سیاسی رخ میں مذہبی یک جہتی پیدا کرتے ہوئے اور سدّین کے درمیان سیاسی نظریات کی تخاصم انگیز شدت کے مقابلہ میں مذہب کی وحدت آفرین حقیقت کو وضاحت میں لاتے ہوئے اُس مشکل کو حل کیا گیا تھا لیکن تعمیرِ دین و ملّت کی تکمیل کے قریب پہنچ کر جب دنیا بدامنی اور فساد کے عالم گیر انداز میں پھر مبتلا ہو گئی تو حیاتِ انسانی کی اُس بڑی مشکل کو حل کرنے

Marfat.com

کے لئے مذاہبِ عالم کی اصل حقیقت کو قرآن پاک کی امری روشنی میں آشکار بنایا گیا۔ اور اگر وہ رُشد جس کی علمی حکمت کے خضریؑ انداز سے موسےٰ علیہ السلام اور ذوالقرنین کی انقلابی راہ مشکلات و مصائب سے صاف ہوئی اور قرآن پاک کا وہ مفہوم جس نے دنیا کے کل مذاہب کی اصل حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے امن و اطمینان کی عالم افروز مشعل روشن کی آج بھی انسانی تفہیم میں آجائے تو اُس کی روشنی میں دُنیا کے کل مذاہب اپنے اصل مفہوم کی طرف بلند ہوتے ہوئے جس کی حقیقت اُن سب میں ایک ہی ہے سیاسی نظریات کی شدید خصومت انگیزی کے موجودہ انداز کو شکست دینے کے قابل ہو سکتے ہیں۔ اور اُن کے پیروؤں میں اتحاد کی رُوحانی انگیخت عمل پذیر ہو کر دھڑے بازی کو ہر جگہ سے فرد کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کو وہ رُشد صدق و صفا کی جس پُر اسرار وادی سے موصول ہُوا خلوص و وفا کی وسیع فضاؤں میں اُس کی موجودگی اب بھی ممکن ہے اور وہاں اُن ایسے عناصر کا موجود ہونا بھی لازمی ہے جنہوں نے اپنے تحقیقی اجتہاد کی راہ سے اُس رُشد کو پالیا ہو اور یا اُس کی تلاش میں اُن کا ادراک ابھی قرآن پاک کی معنوی حقیقت کے امری چکر پر گردش کر رہا ہو۔

**مذہب کی اصل حقیقت خلوص و وفا کے اثر میں انگیخت پذیر ہوتی ہے**

آج دنیا میں بیسیوں مذہب موجود ہیں اور ہر مذہب میں کئی کئی فرقے ہیں۔ اُن کل مذاہب کی اعتقادی شکلیں مختلف ہیں اور اُن مذاہب سے متعلق ہر ایک فرقہ میں مذہبی معتقدات و مسلّمات کی صورت جُدا جُدا ہے۔ ہر انسان کی عقیدت کا تعلق اُن مذاہب میں سے کسی نہ کسی مذہب سے اور کسی نہ کسی فرقہ سے ضرور وابستہ ہوتا ہے لیکن جب کوئی بھی انسان کسی گناہ یا جرم کی لذت سے عملی طور پر محظوظ ہو رہا ہوتا ہے تو اُس کی ارادیت کا اُس کے مذہب کی اعتقادی صورت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی کسی بھی طرح کی چھوٹی یا بڑی نیکی اپنے عمل میں لاتا ہے تو اُس وقت وہ بھی اپنے مذہبی عقاید سے لاتعلق ہوتا ہے۔ اور اسی طرح زندگی کے عام حالات میں انسان کی سوچ بچار کا تعلق بھی مذہبی اعتقاد کے اثر میں نہیں ہوتا۔ جب وہ گناہ کرتا یا بدی کی سوچ بچار عمل میں لاتا ہے تو اُس کی فکری اور عملی قوت ہوا و ہوس کے اثر میں ہوتی ہے اور جب وہ نیکی عمل میں یا سوچ بچار میں لاتا ہے تو اُس کی وہ قوتیں خلوص و وفا کے اثر میں ہوتی ہیں۔ اگر مذہب کا مقصد انسان کو بدی سے بچانا اور نیکی پر عمل پیرا بنانا ہے تو مذہب کی موجودہ صورت اس

مقصد کو پورا کرنے سے قاصر ہو چکی ہے۔ انسانی فکر و عمل کا تعلق خلوص و وفا یا ہوا و ہوس کے فطری خاصہ سے تو وابستہ رہتا ہے لیکن مذہب کی موجودہ صورت انسانی فکر و عمل کو اپنے قابو میں نہیں رکھ سکتی۔ جو لوگ اپنے موجودہ مذہب کے احکام و فرائض کی ادائیگی کو اُخروی نجات کا ذریعہ جان کر بجا لاتے ہیں معاملاتِ زیست میں اُن میں سے اکثر کی فکری اور عملی استعداد پر بھی خلوص و وفا یا ہوا و ہوس کا اثر مذہب کے مقابلہ میں زیادہ زوردار ہوتا ہے۔ گویا معاملاتِ زیست میں انسانی فکر و عمل کو مذہب کی طرف سے آزادی مل چکی ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر تو فکر و عمل کے علاوہ انسانی عقیدت بھی مذہب سے خلاصی حاصل کر لینے کے درپے ہو رہی ہے۔

لیکن خلوص و وفا کی عقیدت پذیر سطح پر بھی اب مذہب کی وہی صورت برقراری حاصل کر سکتی ہے جو انسانی زندگی کے موجودہ تقاضوں اور وقت کی جدید ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہو اور انسانی فکر و عمل کو تطہیرِ حیات کے اطمینان آفرین سانچہ میں ڈھالنے کا موجب بن سکتی ہو۔ ہوا و ہوس کی غیر مذہبی سطح پر امن و آزادی میں برقراری پیدا کرنے کی غرض سے جدید قسم کے کئی مختلف نظریات کی تخلیق بھی عمل میں آتی رہی ہے لیکن اُن سب کا نتیجہ افتراق اور دھڑے بازی کی موجودہ صورت میں برآمد ہو کر زندگی کے مقاصد کو پورا کرنے کی بجائے اُن کو تباہی کے قریب پہنچانے کا موجب بن چکا ہے۔ انسان افتراق اور دھڑے بازی سے تنگ ہو جائے تو قدرتی طور پر اتحاد چاہنے لگ جاتا ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب پر تو فکر و عمل کی انسانی قوتیں ابھی تک افتراق انگیزی کے مصنوعی انداز میں مبتلا ہیں لیکن خلوص و وفا کی سطح پر انسانی سوچ بچار اتحاد کی امری انگیخت سے متاثر ہو چکی ہے۔ اور مذہب پر بھی غور و فکر عمل میں آنے لگ چکا ہے۔ خلوص و وفا کا خاصہ جذبات و احساسات میں اتحاد کو اور دانش و فراست میں مذہب کی اخلاقی حکمت کو اُبھارنے کے لئے ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کے غالب اور عیارانہ اثر سے آزاد ہو چکا ہے۔ مذہب کی روحانی حکمت کے انکشاف کا تکمیل کو پہنچ کر اتحاد کی تکمیل عمل میں لانا اور یا اتحاد کی تکمیل کا عمل میں آ کر مذہب کی حقیقت کو وضاحت میں لانا امری طور پر یقینی ہو چکا ہے۔ لہٰذا ہر ذی فہم و فراست انسان پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ اپنے مذہبی اعتقاد کی موجودہ صورت پر قائم رہتا ہوا اپنے عقاید کی تحقیق عمل میں لائے اور اُن کے اصل مفہوم کو اصولی طور پر سمجھنے کی کوشش کرے۔ اہلِ مذہب

Marfat.com

جب اپنے اپنے مذہب کی اصل حقیقت کو پالیں گے تو اُن کو معلوم ہوگا کہ مذہب کی ہر صورت میں وہ حقیقت ایک ہی ہے جو صرف خلوص و وفا کے اثر میں انگیخت پذیر ہوتی ہے اور محض جس سے ہی زندگی کے موجودہ تقاضے اور ضرورتیں پوری ہو سکتی ہیں

## ایک ہی مذہب سے متعلق عقاید کی تفہیم کا اختلاف انگیز انداز حقیقی نہیں

یہ حقیقت تو مسلّمہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب انقلاب حیات کے اصولی چکر کی قومی یا عالمی صورت میں خیر و برکت کی بلند سطح پر پہنچ کر صورت پذیر ہوئے جہاں خلوص و وفا کا اثر اپنے امری کمال پر پہنچ کر اتحاد کو تکمیل پر پہنچا چکا ہوتا اور ہوا و ہوس کا اثر مکمل طور پر مغلوب ہو چکا ہوتا ہے۔ اور یہ بات بھی تسلیم کی جا چکی ہے کہ اس چکر کے بائیں قطر پر اُن مذاہب کا انحطاط بھی عمل میں آیا اور ہوا و ہوس کے اثر میں اُن کے اصل مفہوم میں بگاڑ بھی پیدا ہوا۔ اور اس بگاڑ نے افتراق کو بھی اُبھارا۔ اور اس امر سے بھی کسی کو انکار نہیں کہ ہوا و ہوس کے مقابلہ میں خلوص و وفا کا اثر بھی موجود تھا اور اس اثر میں مذہب کا اصل مفہوم بھی موجود تھا۔ پھر اس حقیقت کا تسلیم کر لینا بھی لازمی ہو جاتا ہے کہ خلوص و وفا کی سطح پر مذہب کے اصل مفہوم و مقاصد کی محافظت کے لئے انسانی فہم و فراست کے حکمت پذیر شعور نے ہوا و ہوس کے مقابلہ میں ضرور کوئی نہ کوئی طریق تجویز کیا ہوگا۔ مختلف وقتوں میں مختلف جگہ پر مختلف حالات کی مختلف صورتوں میں ہوا و ہوس کی سطح پر انسانی خود غرضیوں کے گمراہ کن مقاصد کو پورا کرنے کی باطل انگیز حرکت بھی عمل پذیر ہوتی رہی اور اہلِ حق و صداقت کی طرف سے وقتی حالات کی موافقت اور مقامی ضرورت کی مطابقت میں اس حرکت کے صداقت سوز اثر کو زائل کرنے کی خاطر باطل کُشی کا حق افروز طریق بھی انگیخت پذیر ہوتا رہا۔ جو لوگ اپنے اپنے وقت میں اس طریق پر متحد ہو کر جماعتی حیثیت اختیار کر لیتے بعد میں ہوا و ہوس کا اثر اُن کو ایک مستقل فرقہ کی عصبی حیثیت میں بدل دیتا۔ اور اُن کے اس طریق کو اعتقاد کے ایک مخصوص سانچے میں ڈھال دیتا۔ کسی بھی ایک مذہب سے متعلق جتنے بھی مختلف فرقے آج موجود ہیں اُن کی تخلیق انحطاط کی راہ پر اسی طرح مختلف وقتوں میں اور مختلف جگہ پر مذہب کے اصل مفہوم و مقاد کی محافظت کے لئے عمل میں آتی رہی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُن میں ہوا و ہوس

کی جانب پر جنم لینے والا بھی کوئی نہ کوئی فرقہ موجود ہو لیکن مذہبی اعتقاد کی اصولی تخلیق میں ہوا و ہوس کا اثر عمل پذیر نہیں ہو سکتا۔ عقاید کے اصولی انداز کی سطح پر سب فرقوں کی حیثیت یکساں ہے۔ اُن کے عقاید کی لفظی صورت میں تو اختلاف ہے لیکن اگر اُن میں مذہب کی معنوی روح کا کھوج لگایا جائے جس کا کام فکر و عمل کی انسانی قابلیتوں کو تطہیرِ حیات کے اخلاقی سانچے میں ڈھالنا ہوتا ہے تو وہ اُن سب میں ایک ہی ہے

کسی مذہب کے فرقہ وارانہ عقاید کی معنوی حقیقت کو معرضِ تفہیم میں لانے کے لئے فکرِ انسانی کا خلوص و وفا کے دانش افروز خاصہ سے متاثر ہونا ضروری ہے۔ اگر فکرِ انسانی ہوا و ہوس کے اثر میں اُن عقاید کی تحقیق عمل میں لانے کی کوشش کرے گی تو اس کا ادراک اُن کے لفظی اختلافات کی ابہام انگیز دلدل میں پھنس کر رہ جائے گا۔ اور یا مذہب سے نفرت دلانے کا موجب بن جائے گا۔ ہر مذہب اور اُس مذہب سے متعلق ہر فرقہ سے تعلق رکھنے والے بافہم و فراست طبقے اگر اپنی فکری استعداد کو خلوص و وفا کا غسل دے کر اپنے ہی مذہب اور اپنے ہی فرقہ وارانہ عقاید کے اصل مفہوم کو سمجھنے کی کوششیں کریں تو اُن کو معلوم ہوگا کہ ہر مذہب اور ہر فرقہ میں ایک ہی وہ روح درخشاں بنائی گئی تھی جس نے خیر و برکت کی بلند سطح پر امن و اطمینان کی حیات افروز شمع روشن کی اور بعد میں انحطاط کی راہ پر مذہب کی اصل حقیقت کو انسانی حسیت کی سطح پر محفوظ بنانے اور ہوا و ہوس کے ضلالت آفرین اثر سے بچانے کی خاطر وقتی اور مقامی حالات کی موزونیت اور مناسبت کو مقدر بنایا۔ اگر دنیا کی کل قومیں جو مذہب کی اخلاقی اور روحانی طاقت پر اعتقاد رکھتی ہیں اپنی اپنی ذہنی۔ فکری۔ علمی اور اخلاقی قابلیتوں سے مذہبی تحقیق کا کام لینا اپنے قومی مقاصد میں شامل کر لیں تو بہت جلد اُن کو اس مقصد کے پورا کرنے میں ملتِ اسلامیہ کے وہ حق تلاش طبقے جنہوں نے اپنے تحقیقی اجتہاد سے مذہب کی رشد آفرین حقیقت کو پالیا ہو اور یا جن کے فہم و فراست کا حقیقت رس ادراک ابھی قرآن پاک کی حق آموزی کے امری چکر پر گردش کر رہا ہے مدد بہم پہنچانے کی قابلیتِ نامہ سے بہرہ ور ہو جائیں گے

---

Marfat.com

# نفسِ ملّت کا قرآن افروز تزکیہ حیاتِ انسانی کی رُشد آموز بہار ہے

انحطاطِ ملّت کی جب تکمیل عمل میں آگئی تو اسلام کی حقیقی رُوح کے جدید اُبھار نے ملّت کے ہر قومی معاشرہ میں اُس کی اسلامی ارادیت کو بیدار کر دیا۔ اسلامی ارادیت نہ تو حاکمیت کے غیر ملّی بوجھ کو برداشت کر سکتی تھی اور نہ اُس کو غیر ملّی نوعیت کا مجلسی اختلاط اور معاشرتی ارتباط ہی گوارا ہو سکتا تھا جو اُس کی اصولی آزادی کے عملی انداز کو متاثر بنانے کا موجب بن سکتا ہو۔ اور نہ ہی وہ کسی غیر ملّی معاشرہ کے ذاتی معاملات کو بے جا طور پر زیرِ اثر لانا چاہتی تھی۔ لہٰذا ہر معاشرہ کی ملّی ارادیت کو آزادی کی عالمی سطح پر پہنچانے کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی حقیقت کے جدید اُبھار نے اُس کو غیر ملّی حاکمیت اور غیر ملّی حیثیت کے مدنی اختلاط سے بھی نجات دلادی۔ اور نفسِ انسانی کی اجتماعی حیثیت کے جداگانہ انداز میں ہر قومی معاشرہ آزادی کی سطح پر پہنچ گیا۔ ملّت کے جس معاشرہ کو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے تقدیسِ حیات کا اسلامی نفاذِ عمل میں لانے کی خاطر ارضِ قدیم کا جدید خطّہ عطا کیا اُس کا اجتماعی نفس ہوا و ہوس کے غیر ملّی تاثرات کی دیرینہ گرفت سے ابھی آزاد نہیں ہُوا تھا۔ لہٰذا اُس کی حیثیت نفسِ امّارہ کی تھی جس میں خود غرضانہ مقاصد کے آزادانہ اُبھار کی عیّارانہ انگیخت نے معاشرہ کی ملّی اجتماعیت کے وحدت پذیر انداز کو افتراق و تشتت کی اطمینان سوز شدت میں مبتلا کر دیا۔ جب پریشانی اور بے سکونی انتہا پر پہنچ گئی تو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح نے نفسِ معاشرہ کے قلب میں اُس کی ارادیت کے اجتماعی انداز کی اسلامی رُوح کو خلوص و وفا کا عسکری زور بہم پہنچاتے ہوئے ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کو دبا دیا۔ اور معاشرہ نفسِ امّارہ کی حیثیت سے اوپر نفسِ لوّامہ کی سطح پر بلند ہو گیا

نفسِ لوّامہ کی حیثیت میں ہوا و ہوس کی افتراق انگیزی کے آمرانہ انداز کے خلاف ملامت کا اجراء عمل میں لانا ہوتا ہے جس سے نفسِ معاشرہ کی طبعی ترکیب میں ہوا و ہوس کے عملی اثر کو اسلامی اجتماعیت کے ہمہ گیر سانچہ میں ڈھالتے ہوئے خلوص و وفا کے اثر میں جذب کرنا یا اُس سے مغلوب بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے معاشرہ کی عوامی سطح پر انقلابی نظام نافذ کر دیا گیا جس کی اصولی ترکیب کے ہمہ گیر انداز میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی ہر دو جانب سے عوامی

اثر ورسوخ کی آزادانہ شمولیت عمل میں لائی گئی اور اُس ترکیب کے حیات آفرین مقصد کو ہوا و ہوس کے افتراق انگیز اثر سے محفوظ بنانے کا حکیمانہ اہتمام بھی کر دیا گیا۔ پھر بھی خلوص و وفا کی ہمہ گیر وحدت نوازی کے مقابلہ میں ہوا و ہوس کی عیارانہ افتراق انگیزی نفسِ معاشرہ کی اجتماعی ارادیت کے عوامی شعور پر اثر انداز ہوتی ہی رہتی ہے لیکن اُس کی وہ اثر اندازی خلوص و وفا کی انتظامی حکمت کے ہمہ گیر انداز پر غالب نہیں آسکتی۔ ملت کے اجتماعی شعور کی حکمت پذیر سطح پر اتحاد و یک جہتی کا اُبھار ایک طرف سے تو حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے اثر میں اسلام کی جدید انگیخت سے امری طور پر اثر پذیر ہوتا ہے اور دوسری طرف سے انقلابی قیادت کی اسلامی حکمت عملی کا افتراق شکن انداز اپنی انتظامی خوبیوں کے اتحاد پرور اثر سے اُس کو متاثر بناتا ہے۔ اتحاد و یک جہتی کا اُبھار جس قدر اوپر اٹھتا ہے اُسی قدر اسلامی حکمت کی تنویر بڑھتی ہے جس سے وہ زیادہ زیادہ منور ہوتا جاتا ہے۔ اسلامی حکمت کا اقتصادی شعور ارضِ مقدس کے معاشی نظام میں منصفانہ توازن قائم کرنے کے لئے اس کا سیاسی شعور نظامِ امن میں سکون و اطمینان کی متوازن ہمہ گیری کو بحال بنانے کے لئے اور اس کا مذہبی شعور عوام کے دل و دماغ میں اسلامی ارادیت کا وحدت پذیر اُبھار پیدا کرنے کی خاطر اسلامی قیادت کے ملت آفرین تدبر کی انقلابی انگیخت سے پہنائے حیات کی ہر سطح پر نظم پذیر ہو چکا ہے۔ انقلاب کے مذہبی، سیاسی اور اقتصادی ہر سہ انداز کی انتظامی سطح پر اجتماعیت اور یک جہتی کا ہمہ گیر انداز افتراق اور دھڑے بازی کی راہ میں زوردار حیثیت کی آہنی روک کا حکم رکھتا ہے جس کو بحال و برقرار رکھنا اتحاد و یک جہتی کے امری اُبھار کو تکمیل پر پہنچانے کے لئے حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کا امری مقصد ہے۔ اگر خلوص و وفا کی حکمت پذیر جانب سے اُس روکاوٹ کی بحالی و برقراری کو انتظامی خوش اسلوبی کا حکیمانہ زور پہنچتا گیا تو پاکستانی معاشرہ کا اجتماعی نفس نفسِ لوّامہ کی حیثیت سے بلند ہو کر نفسِ ملہمہ کی سطح پر پہنچ جائے گا جس پر پہنچ کر نفسِ انسانی اپنی انفرادی یا اجتماعی ہر صورت میں ہی حق تعالےٰ کی الہامی روشنی سے مستنیر ہو جاتا ہے

حیاتِ انسانی کا اجتماعی نفس اپنی طہارت کے عالمی چکر پر تعمیرِ دین و ملت کے موسوی دور میں نفسِ لوّامہ کی حیثیت سے بلند ہو کر نفسِ ملہمہ کی سطح کے قریب پہنچ کر رُکا ہوا ہے۔ جہل و شر (نفسِ امارہ) کی سطح پر فرعونی اور نمرودی آمریت کے عالم سوز انداز کو شکست دے چکنے کے

Marfat.com

بعد نفسِ لوّامہ (آزادی کے موسومی انداز) کی سطح پر اب اُس کے عالمی قلب میں خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کی دونو جانب سے فکرِ انسانی کا امن آفرین شعور عالمی اجتماعیت کی مشاورتی سطح پر اکٹھا ہو چکا ہے، اور چونکہ عالمی اجتماعیت کا مشاورتی شعور زیادہ تر ہوا و ہوس کے غیر ملّی اثر سے متاثر ہوتا ہے اِس لئے اُس سطح پر افتراق اور دھڑے بازی کی انگیخت حیاتِ انسانی کے عالمی قلب میں پریشانی پیدا کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ جب تک اُس کے پریشان قلب میں حق تعالےٰ کی الہامی حکمت کا اطمینان افروز شعور نزول فرما نہیں ہو گا۔ اُس کی پریشانی رفع نہیں ہو گی۔ حق تعالیٰ کی انقلابی رُوح کے عالم پرور شعور میں فیض رسانی کا انداز تو کُل افراد اور کُل قوموں کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے لیکن اُس کی الہامی حکمت کا وصول عمل میں لانے کے لئے نفسِ ملہمہ کی حالت میں پہنچ کر بھی انسانی فہم و فراست کے ہمہ گیر شعور کی ملّی استعداد کا اسلامی ادراک ہی سب سے زیادہ متوافق اور امری طور پر موزوں ہوتا ہے۔ اگر کسی غیر ملّی قوم کا اجتماعی نفس حق تعالےٰ کی انقلابی رُوح کے عالم پرور اثر میں تزکیۂ نفس کی فطری راہ پر نفسِ امّارہ اور نفسِ لوّامہ کی حالتوں سے گذر کر نفسِ ملہمہ کی سطح پر بھی پہنچ جائے جہاں حق تعالےٰ کی الہامی حکمت کا نزول فرما ہو جانا قدرتی امر ہوتا ہے تو پھر بھی اس حکمت کا وصول اُس نفس کی ترکیب میں اُس کے قلب کو اُس وقت تک منوّر نہیں بناتا جب تک کہ اس کی ادراکی استعداد خلوص و وفا کے اسلامی سانچہ میں نہ ڈھل جائے لیکن اگر کوئی بھی ملّی قوم اپنے اجتماعی نفس کو نفسِ ملہمہ کی سطح پر پہنچا دے تو اُس کے اجتماعی نفس کی ترکیب کا حق تعالےٰ کی الہامی روشنی سے منوّر ہو کر نفسِ مطمئنہ کی حیثیت میں پہنچ جانا لازمی ہوتا ہے۔ ارضِ مقدس کی پاک سرزمین میں معاشرہ کا ملّی نفس اب نفسِ ملہمہ کی سطح کے قریب پہنچ چکا ہے۔ اُس سطح پر حق تعالےٰ کی الہامی حکمت کا نزول بھی یقینی ہے اور اُس حکمت کی رُوحانی روشنی سے ملّت کے اجتماعی قلب میں اسلامی انسانیت کے انسانیت نواز ادراک کا منوّر ہونا بھی قدرتی ہے۔ جب ملّت کا پاکستانی معاشرہ نفسِ ملہمہ کی سطح پر پہنچ کر حق تعالےٰ کی الہامی حکمت سے ارضِ مقدس کے اسلامی سانچہ میں ڈھل گیا تو وہ اقوامِ عالم کے اجتماعی شعور کی تاریکیوں میں حق تعالےٰ کی الہامی روشنی کا اسلامی چراغ اور حیاتِ انسانی کے اجتماعی قلب میں اُس شعور کے

Marfat.com

مشاورتی انداز کو ارضِ مقدس کے آئینی سانچہ میں ڈھالنے کا اسلامی موجب ثابت ہوگا

حق تعالےٰ کی الہامی حکمت آسمان سے نازل ہوتی ہو یا شانِ نبوّت کی اسلام افروز سطح سے اور شانِ امامت کی امر آموز سطح سے درخشاں ہوتی ہو یا اسرارِ ولایت کی روحانی پنہائیوں سے جب اُس کی شہود افروزی تکمیل کو پہنچ جاتی ہے تو وہ قرآن پاک کے اصل مفہوم کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ قرآنِ پاک ملّت کے دائیں ہاتھ میں موجود ہے اور تحقیق و اجتہاد کی انتقاء پذیر سطح پر حقائق ریز بھی ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آزادی کی موجودہ سطح پر ملّت کی بائیں جانب غیر مذہبی حیثیت کے گمراہ کن نظریات جن کا زیادہ تر اُبھار ہوا و ہوس کی غیر ملّی جانب سے انگیخت پذیر ہوتا ہے اسی طرح متاثر ہو رہی ہے جیسا کہ ہوا و ہوس کی غیر ملّی جانب خود اُن سے متاثر ہوتی ہے۔ اگر ملّت کی دائیں جانب پر خلوص و وفا کے موجودہ اُبھار کو جو ارضِ مقدس کے انقلابی نظام کی طہارت آفرین ترکیب کے ہمہ گیر اور محفوظ انداز میں ہر شعبۂ حیات کی سطح پر اسلامی حقیقت کے جدید اُبھار کی حکمت افروز روح سے مستنیر ہوتا ہوا نفسِ ملّت کے اجتماعی انداز کی الہام پذیر حیثیت کے قریب پہنچ چکا ہے اُن نظریات کے اجتماعیت شکن اور افتراق انگیز تاثرات سے محفوظ بنانے کی خاطر مذہبی سوچ بچار کے عوامی انداز میں اجتماعیت پذیری کا اسلامی شعور بیدار کرنے کے لئے انتظامی انگیخت عمل فرما بنا دی جائے تو طریقِ طہارت کی الہام پذیر سطح پر پہنچنے کے لئے ملّت کے مذہبی فہم و فراست کی ادراکی استعداد تفہیم قرآن کی تحقیق افروز موزونیت سے آراستہ ہو سکتی اور ہوا و ہوس کی نظریاتی صنعت کے عیار راز اُبھار کو ختم کرتے ہوئے علم و دانش کی عالمی سطح پر اسلامی صداقت کی حق افروز مشعل ثابت ہو سکتی ہے۔ خلوص و وفا کے حکمت پذیر اُبھار میں صدق و صفا کی خضریٰ پنہائیاں تحقیقِ قرآن کے روحانی انداز میں اسلام کی حقیقی روح کے امر افروز اُبھار سے پہلے ہی کافی حد تک منوّر ہو چکی اور خلوص و وفا کے طبعی اثر میں اسلامی حکمت کا عملی شعور بیدار کرنے کا موجب بنی ہوئی ہیں انقلابی نظام کی اتحاد آفرین ترکیب کا اجتماعیت گیر انداز نفاذ میں آجانے کے بعد خلوص و وفا اور ہوا و ہوس کے طبعی خاصّوں میں تمیز کرنا اب کچھ مشکل نہیں رہا۔ فکرِ انسانی کے مذہبی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور دیگر جس انداز کے بھی ادراکی شعور سے معاشرہ کی ملّی اجتماعیت اور ہم آہنگی کے اسلامی اُبھار اور

Marfat.com

انتظامی تحفظ کو امداد اور زور بہم پہنچتا ہو اُس انداز کی انگیخت خلوص و وفا کی جانب سے عمل پذیر ہوتی ہے اور فہم و دانش کا جو انداز بھی معاشرہ میں افتراق و تشتت کی انگیخت عمل میں لانے کا باعث بنتا ہو وہ ہوا و ہوس کے اثر سے تخلیق حاصل کرتا ہے۔ اور جذبات و احساسات کی جس سطح پر اتحادِ ملت کی امری۔ مذہبی اور انتظامی انگیخت ہمہ گیر طور پر مقبولیت حاصل کرتی ہے وہ خلوص و وفا کی سطح ہے اور جس سطح پر اُس انگیخت کے خلاف نفرت کا ابھار پیدا ہوتا ہے وہ ہوا و ہوس کی سطح ہے

صدق و صفا کی خضریٰ پنہائیاں انسانی زندگی کے عملی انداز سے دور تر ترکِ عمل کی کسی تاریک علیحدگی میں واقع نہیں ہوتیں بلکہ ہر شعبۂ حیات کے کسی بھی عملی انداز کی اونچی یا نیچی ہر سطح پر خلوص و وفا سے متاثر ہر وہ دل جس میں اسلامی عقیدت کا امری انداز حق تعالےٰ کی امری روح کے حکمت افروز اثر سے روحانی طور پر منور ہوتا ہوا ہو ہوس کے پیدا کئے ہوئے زندگی کے مشکل انگیز جھمیلوں کا تدارک عمل میں لانے کی روحانی حکمت سے بہرہ ور ہو چکا ہو اُس دل میں صدق و صفا کی حقیقت رسی کا مخفی انداز خلوص و وفا کے حکمت پذیر ابھار میں اسلام کے روحانی اسرار کی خضریٰ پنہائی ہے اور اسی طرح جس دماغ میں فہم و فراست کا دانش پذیر شعور حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے امری اثر اور اسلامی عقیدت کے قلب افروز شعور کی خضریٰ رہبری میں زندگی کے افتراق پذیر انداز کی مصنوعی مشکلوں کو حل کرنے کی خاطر عزم و ہمت کے عملی انداز میں امن و صلح کی ہنگامی انگیخت عمل میں لانے کا موجب بن سکتا ہو شہودِ زیست کی انقلاب پذیر سطح پر وہ دماغ ذوالقرنینی تدبر کا خزانہ ہے۔ نفسِ انسانی کی انفرادی حیثیت میں بھی خلوص و وفا سے متاثر ایسا دل یا دماغ اور یا دونوں ہی حق تعالےٰ کی انقلابی روح کا حکمت آفرین اثر قبول کرنے کی روحانی یا عملی استعداد سے کسی نہ کسی حد تک ضرور بہرہ ور ہوتے ہیں اور نفسِ انسانی کی اجتماعی ترکیب میں بھی ایسے دل و دماغ ضرور موجود ہوتے ہیں۔ کسی بھی انسانی معاشرہ کے اجتماعی نفس کی ترکیب میں خلوص و وفا کا حکمت پذیر اثر کئی دلوں کو روحانیت کے خضریٰ اور کئی دماغوں کو امن آفرینی کی انقلابی حکمت کے ذوالقرنینی شعور سے بہرہ ور بنا دیا کرتا ہے۔ ارضِ مقدس کی پاک سرزمین ایسے دلوں اور دماغوں کی بیش بہا دولت سے مالا مال ہے۔ افتراق و تشتت کے سیاسی دور میں اُس دولت کا غیر موزوں۔ بے قاعدہ اور

غلط استعمال اور یا اُس کی طرف سے بے اعتنائی کا برتاؤ انتشار اور بدامنی پیدا کرنے کا باعث بنتا تھا لیکن انقلاب کے بعد امن آفرینی کے موجودہ دور میں اُس کے استعمال کی موزونیت پذیری طہارت حیات کی اسلامی تخلیق کے انقلابی راستہ میں کامیابی کے حصول کا حتمی موجب ثابت ہو رہی ہے۔

اس کتاب کی اشاعت سے ملّت کی بائیں جانب پر تعلیم یافتہ طبقوں کے دلوں میں غیر اسلامی نوعیّت کے گمراہ کُن نظریات کی تاثر پذیری کے خلاف مذہبی عقیدت کے جذباتی انداز کو اُبھارنا اور اُن کی ذہنی قابلیتوں کے ادراکی انداز کی سطح پر اُن نظریات کی فنا پذیر معقولیّت کے مقابلہ میں اسلامی حکمت کے کائنات گیر شعور کی امری کیفیّت کو ایقان ریز بناتے ہوئے ملّت کی دائیں جانب پر تعلیم یافتہ طبقوں کے دلوں میں خلوص و وفا کے اسلامی اُبھار کو اعتقادی پختگی کے ایمان افروز انداز کا جذباتی زور بہم پہنچانا مقصود ہے۔ اگر اس مقصد کے اظہار کی ایفاء پذیر معقولیّت اِس کتاب میں میری علمی و ادبی خامیوں کا شکار ہو گئی ہو تو بھی خلوص و وفا کی جانب پر اہلِ علم کے ذی فہم و فراست طبقوں میں حق تعالےٰ کے اس امری اصول کی تفہیم ضرور انگیخت پذیر ہو گی کہ کوئی بھی فردِ ملّت جس کے دل میں عقیدت کی سطح پر اسلام کا حقیقی شغف اور اُس کے دماغ میں ادراک کی سطح پر قرآن پاک کا حقیقی شوق بیدار ہو چکا ہو تزکیۂ نفس کے روحانی طریق پر عمل پیرا ہو کر قرآنِ پاک کے الہامی مفہوم کی اطمینان آفرین سطح پر پہنچ جائے تو اُس کے دل سے صدق و صفا کا روحانی انداز ہوا و ہوس کی جانب پر تعلیم یافتہ طبقوں کے دلوں میں اُلفت کو اُبھار سکتا اور یا اُس کے دماغ سے قرآن پاک کے الہامی مفہوم کی اتحاد آفرین حکمت اُن کے دماغوں سے مذہبی یا غیر مذہبی نوعیّت کے مصنوعی نظریات کی تاثر انگیزی کو روکنے کا موجب بن سکتی ہے۔ انسانی معاشرہ کی دائیں یا بائیں جانب پر خلوص و وفا یا ہوا و ہوس کے خاصّہ سے افراد کے دل و دماغ کی وابستگی جداگانہ طور پر مستقل نہیں ہوتی بلکہ ہر فرد کے جذبات و احساسات اور قوائے فکر و عمل اُن ہر دو خاصّوں سے ہر لمحہ اثر پذیر رہتے ہیں۔ کبھی خلوص و وفا کا اثر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہوا و ہوس کا۔ کسی کا نفس خلوص و وفا کے غالب اثر میں ہوتا ہے اور کسی کے نفس پر ہوا و ہوس کا اثر غالب ہوتا ہے

اور کسی کے نفس میں اُن دونو کے امری امتزاج کی خلقی موزونیت بھی برسرِکار رہتی ہے۔ معاشرہ کی دائیں جانب وہ ہوتی ہے جس پر افراد کے نفوس خلوص و وفا کے غالب اثر میں ہوں اور جس پر وہ ہوا و ہوس کے غالب اثر سے متاثر ہوتے ہوں وہ اُس کی بائیں جانب ہوتی ہے۔ افراد ہوا و ہوس کے غالب اثر سے نجات حاصل کر کے دائیں جانب پر بھی آسکتے ہیں اور خلوص و وفا کے غالب اثر سے محروم ہو کر ہوا و ہوس کی جانب پر بھی جا سکتے ہیں۔ افراد کے دلوں میں عقیدت کی سطح پر اسلام کا شغف اور دماغوں میں ادراک کی سطح پر قرآنِ پاک کے مطالعہ کا شوق صرف خلوص و وفا کی جانب پر ہی بیدار ہو سکتا ہے بشرطیکہ خلوص و وفا کا اثر جذبات کے عملی انداز میں شرم و حیا کو بیدار کر دے۔ شرم و حیا کا جذبہ پشیمانی کے ذریعہ سے عقیدت کو ہوا و ہوس کی ناروا آلودگیوں سے پاک و صاف بنا کر اس کو اسلام کی حقیقی سطح پر برقرار بنا دیتا ہے۔ اور اگر جذبات پر ہوا و ہوس کا اثر غالب حیثیت اختیار کر جائے تو جذبات شرم و حیا کے جذبہ کو دبا کر احساسات پر مکر و ریا کا رنگ چڑھا دیتے ہیں جس سے قوائے فکر کی ادراکی استعداد حق شناسی سے محروم ہو کر عقیدت کی سطح پر خود غرضانہ ارادیت کے مصنوعی انداز کو برقرار بنا دیتی ہے اور اس صورت میں جذبات چونکہ شرم و حیا کے اخلاق پرور جذبہ سے محروم ہو چکے ہوتے ہیں اس لئے اُن کا ارادیت کے مصنوعی سانچہ میں ڈھل کر عقیدت کی شکل اختیار کر لینا آسان ہو جاتا ہے۔ جذبات خلوص و وفا سے متاثر ہوں تو شرم و حیا اوپر اٹھ کر عقیدت کی سطح پر پہنچ جاتی اور اس میں صحت پیدا کر دیتی ہے اور اگر ہوا و ہوس سے متاثر ہوں تو مکر و ریا کا جذبہ اُلٹی راہ سے احساسات اور ادراکِ فکر کو متاثر بناتا ہوا عقیدت تک پہنچ اور اس کو اُس کی اصل حیثیت سے محروم کر دینے کا باعث بنتا ہے۔ ہوا و ہوس کی جانب عقیدت کئی مختلف شکلیں اختیار کر لیتی اور افتراق و تشتت کا موجب بنتی ہے جبکہ خلوص و وفا کی جانب پر وہ اسلامی اتحاد کی مذہبی روح کا وحدت افروز چراغ ہوتا ہے

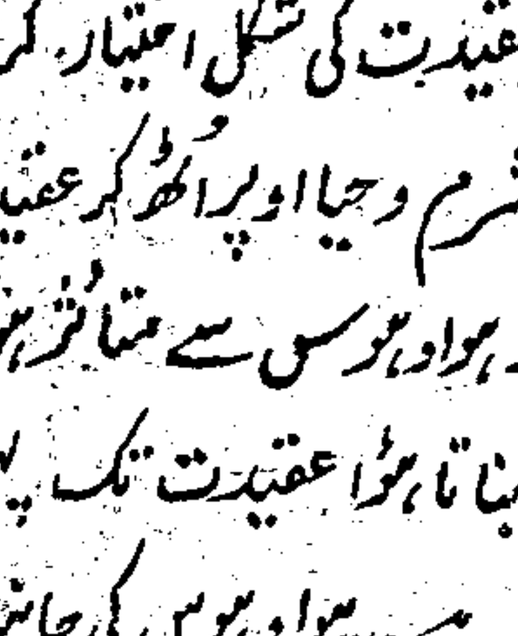


نفسِ انسانی کی انفرادی یا اجتماعی کسی بھی حیثیت میں عقیدت کو مذہب کی حقیقی سطح

اُٹھانا مقصود ہو تو قوائے فکر کی ادراکی استعداد میں حکمت کا روحانی شعور بیدار کرنا ہوتا ہے حکمت کا روحانی شعور احساسات کی سطح پر مکر و ریا کے جذبہ کو دبانے میں کامیاب ہو جائے تو جذبات کے انداز میں شرم و حیا انگیخت پذیر ہو کر پشیمانی کی راہ سے عقیدت میں درستی پیدا کر دیتی ہے۔ لیکن اگر ہوا و ہوس کا اثر غالب ہو تو مکر و ریا کا جذبہ حکمت کے روحانی شعور کے متضاد اثر میں عیاری کی صورت اختیار کر لیتا اور فکر کی ادراکی سطح پر مسلط ہو جاتا ہے اور اُس سطح سے اوپر عقیدت کی سطح پر پہنچ کر مختلف نظریات کی مصنوعی صورتوں میں افتراق کو ابھارتا اور بدامنی پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے۔ آزادی کے موجودہ مرحلہ پر نفسِ ملت، کی انفرادی یا اجتماعی ہر صورت میں اُس کی دائیں جانب پر حکمت کا اسلامی ابھار عقیدت کو اسلام کی حقیقی ارادیت کے سانچے میں ڈھال رہا ہے اور بائیں جانب پر قوائے فکر کا ادراکی انداز عیاری کے افتراق انگیز اثر میں عقیدت کی سطح پر نظریاتی اختلافات میں شدت پیدا کرتا ہوا زندگی کو بدامنی اور بے اطمینانی کا شکار بنا رہا ہے۔ اسلامی روح کے جدید ابھار کی روشنی میں جس بھی فردِ ملت نے تزکیۂ نفس کی راہ پر نفسِ ملہمہ کی حیثیت میں پہنچ کر حق تعالےٰ کی انقلابی روح کے حکمت افروز اثر میں اپنے ادراک کو اسلام کی روحانی حقیقت سے منور بنا لیا ہو وہ دائیں جانب پر اسلامی عقیدت کو اُس کی اتحاد افروز سطح پر بلند کر سکتا اور بائیں جانب پر قوائے فکر کی ادراکی استعداد میں اسلامی حکمت کا شعور ابھارتے ہوئے یا تو احساسات کی سطح پر مکر و ریا کو دبا سکتا ہے اور یا عقیدت کی سطح پر عیاری کے افتراق انگیز کردار کو بے اثر بنا سکتا ہے۔ تزکیۂ نفس عمل میں لانے کی خاطر عمل کی دنیا سے کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ نفسِ انسانی کی خلقی ترکیب کو اخلاق کے آئینی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے بہترین طریق قوائے فکر و عمل کو معاشرہ کے اندر رہ کر استعمال کرنا اور خلوص و وفا کے اتحاد پذیر اثر میں معاشرہ کی زندگی کو اوپر اٹھانے میں کوشاں رہنا ہوتا ہے۔

ارضِ مقدس کی پاکستانی سطح پر اہلِ وطن کو موزوں طور پر سینکڑوں معاشروں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر فرد کے لئے تزکیۂ نفس کا بہترین طریق اور بہترین موقعہ بہم پہنچا دیا گیا ہے۔ وہ معاشرے بحیثیت مجموعی اجتماعی نفوس ہیں جن کا تزکیہ زیستِ وطن کی مہارت ہے۔ اگر ہر معاشرہ میں کوئی ایک

فرد بھی اسلام کی اصل حقیقت کے روحانی اثر سے صحیح طور پر متاثر ہو جائے تو اہلِ وطن ارضِ مقدس کی اسلامی روح سے زندہ ہو کر پوری ملّت کو زندگی بخشنے کا موجب بن سکتے اور اس طرح سے حیاتِ انسانی کی شہادت عمل میں لاتے ہوئے اُس کی موجودہ مشکلوں کو حل کرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔

عالمی آزادی کے موجودہ مرحلہ پر اقوامِ عالم کے مشاورتی شعور کا نظریاتی اختلافات کی شدّت پذیری کے اثر میں عالمی مشکلات کی انگیخت کا باعث بننا اور یا اُس شعور کا اُن مشکلات کو حل کرنے کی عملی قابلیت کے حتمی انداز کی سطح پر پہنچنے سے ابھی تک قاصر رہنا کسی قسم کی تعجب خیزی کا باعث نہیں بنتا جبکہ نظریاتی اختلافات کی خود غرضانہ اور اقتدار پرستانہ انگیخت کے مقابلہ میں حق تعالےٰ کی امری حکمت کے دھیمے انروز انداز نے جس کے عالم گیر اثر کی انقلابی مجبوری سے اقوام کی اجتماعیت دنیا میں وجود پذیر ہوئی اُس اجتماعیت کی ارادتی روح کو ابھی تک متاثر نہیں بنایا۔ اقوامِ عالم کے مشاورتی انداز کی اجتماعی ارادیت کو متاثر بنانے کی خاطر حق تعالےٰ کی امری حکمت اسلام کے جدید ابھار کی انسانیت افروز روح کا کائنات گیر روپ دھار چکی ہے جس نے ملّت کی اسلامی ارادیت کو قرآنِ پاک کی اصل حقیقت سے منوّر بنانا شروع کر رکھا ہے اور جس نے ملّی ارادیت کے پاکستانی انداز کو اسلامی وحدت کے حق آفرین سانچہ میں ڈھالنے کے لئے پاکستانی قیادت کی خصومت شکن حیثیت اختیار کرتے ہوئے افتراق و تشتت کی فساد انگیز راہوں کو ہمیشہ کے لئے مسدود بنا دیا ہے صدرِ پاکستان کے تقریری اور تحریری ارشادات جو مختلف وقتوں میں مختلف موقعوں پر معرضِ صدور میں آتے رہتے ہیں اور جن کا اسلام پرور مفہوم عقیدت کے روحانیت پذیر انداز کی طہارت آفرین کیفیت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے خلوص و وفا کی انقلاب پذیر سطح پر اہلِ وطن کے دلوں میں اُن کے اِس یقین کو پختگی بخشنے کا باعث بنتے ہیں کہ عالمی امن کے مشاورتی انداز کی سطح پر کسر صرف پاکستانی ارادیت کے اسلامی شعور کی ہے اور وہ دن دور نہیں جبکہ وہ اپنی ملّت افروز پختگی کو پہنچ کر پاکستانی۔ ملّی اور عالمی مشکلات کا حل عمل میں لانے کی خاطر اقوام کی عالمی اجتماعیت کے ارادتی شعور کو متاثر بنانے کا حتمی طور پر مؤثر موجب ثابت ہوگا

Marfat.com

اگرچہ پاکستان آج اپنے اندرونی اور بیرونی مشکلات میں بُری طرح مبتلا ہے۔ لیکن اگر اہل پاکستان اپنے انقلابی نظام کے اسلامی انداز کی تعمیری خوبیوں کو صحیح معنوں میں سمجھ لیں تو بنیادی جمہوریتوں کے حیات افروز مقصد کو کامیاب بنانے کا اسلامی عزم و عہد اُن مشکلات کی ہولناک آتش کے عالم سوز خدشہ کو فرد کرنے کے لئے حق تعالےٰ کی رحمت کے حکمت بار بادلوں سے امن و اطمینان کی بارش کا جہاں پرور باعث ثابت ہوگا

# خاتمہ

کتاب کے خاتمہ پر میرے دل میں اِس خواہش کا پیدا ہونا قدرتی ہے کہ ہر فردِ ملت اپنے جذبات و احساسات کے عملی انداز کو ہوا و ہوس کے گمراہ کن تاثرات سے محفوظ رکھے اور اپنے ادراک کی مذہبی استعداد کو خلوص و وفا کی حکمت پذیر سطح پر برقرار بنائے جہاں قرآن پاک کی الہامی حکمت کے نزول کی عمل پذیری حق تعالےٰ کی امری اقتضاء کا آئینی التزام قرار پاتا ہے۔ اور حق تعالےٰ کی قرآن افروز بارگاہ میں میری یہ سربسجود دعا ہے کہ حیاتِ انسانی کے روحانی ارتقاء کی راہ پر ہوا و ہوس کی وحدت شکن تاریکیوں میں خود فراموش ملت کے لئے قرآنِ پاک کے اصل مفہوم کی وحدت افروز مشعل روشن ہو کر امن و اطمینان کی تخلیق کا عالم گیر باعث ہو !!!

Marfat.com

# اتحادِ ملّت

# دو اہم رکن

کا

## اصولی تصوّر

غلام اعظم

Marfat.com